برصغیر میں سیرت نگاری
(مقامی زبانوں میں غیر مسلم مصنفین کی تصانیف)

ممتاز لیاقت

برصغیر پاک و ہند کی مختلف زبانوں اور مختلف بولیوں میں غیر مسلم ادیبوں' شاعروں' سیاستدانوں صحافیوں اور لوک فنکاروں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و شان اور مقام و مرتبہ کا جس کھلے دل سے اعتراف کیا ہے اور آپؐ کے حضور جس جس انداز میں گلہائے عقیدت پیش کئے ہیں ابھی تک اس بارے میں پوری جامعیت سے نہ کسی نے لکھا ہے اور نہ ہی اس کی کوئی جامع .بلوگرافی مرتب ہو سکی ہے اور نہ ہی یہ کام اتنا سہل ہے کہ ایک نشست میں اس کا جائزہ لیا جا سکے۔ بہر حال یہ اس سمت ایک حقیر سا قدم ہے۔

آیئے سب سے پہلے برصغیر کے مختلف مذاہب کا اس حوالے سے جائزہ لیتے ہیں' قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ " روئے زمین کی کوئی ایسی قوم نہیں جس میں کوئی (نبی) ڈرانے والا (نذیر) نہ آیا ہو" و ان من امتہ الا خلافیھا نذیرا ---- اور یہ کہ "ولکل امتہ رسول" ہر امت میں اللہ نے اپنا رسول بھیجا ہے (سورہ یونس ۔ ۴۷)

چنانچہ برصغیر پاک و ہند کے قدیم ترین مذاہب بدھ مت اور ہندو مت کے ماننے والوں کے دعووں سے قطع نظر بعض مسلمان علمائے کرام اور ارباب تحقیق بھی انہیں الہامی مذاہب تسلیم کرتے اور ان کی مذہبی کتب وید وغیرھم کو آسمانی کتب قرار دیتے ہیں (یہ بات الگ ہے کہ مرور زمانہ کے ساتھ ان میں بھی بے حد تغیر و تبدل اور ترمیم و تحریف ہوئی ہے) ۔ اور ان بزرگوں میں شاہ ولی اللہ محدث دھلوی کے ہم عصر علامہ مظہر جانجاناں (۱) شاہ عبدالعزیز دھلوی (۲) مولانا عبدالحئی لکھنوی اور مظاہر العلوم سہارنپور کے مولانا محمد یحییٰ (۳) جیسے جید علمائے کرام شامل ہیں ۔ جبکہ دور جدید کے بعض ارباب تحقیق نے یہ تصور پیش کیا ہے کہ "عین ممکن ہے کہ قرآن مجید

میں صحف اولیٰ اور زبر الاولین کے الفاظ سے جن صحائف سماوی کا تذکرہ ہے وہ یہی وید ہوں"

(۴) صحف اولیٰ اور زبر الاولین کے معنی بالترتیب "سب سے پہلے صحیفے" اور "سب سے پہلے بکھرے ہوئے اوراق" اور ان کے سنسکرت مترادف الفاظ "آدگرنتھ" اور "آدگیان" ہیں اور دنیا میں صرف ہندو ہی ایسی قوم ہیں جو اپنی مذہبی کتابوں کے آدگرنتھ اور آدگیان ہونے کے مدعی ہیں ' ان جدید ارباب تحقیق کے نزدیک ویدوں کی تعلیمات کو سامنے رکھا جائے تو ان میں اسقدر ترمیم و تحریف کے باوجود ایسی تعلیمات وافر ہیں جو قرآن مجید اور دیگر سماوی کتب کی تعلیمات سے ملتی ہیں۔ اس لئے عین ممکن ہے کہ یہی وید وہ صحائف سماوی ہوں جو حضرت نوحؑ کو عطا کئے گئے ۔ ان ویدوں میں دیگر باتوں کے علاوہ انبیاء میں سے صرف حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ اور ایک جگہ طوفان نوحؑ کا تفصیلی ذکر ملتا ہے ۔ جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ یہ صحائف نوحؑ ہیں (۵) ۔ یوں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت نوحؑ کو دو صحیفے دیئے گئے تھے ایک طوفان سے قبل اور ایک طوفان کے بعد۔

ہندوؤں کی مذہبی کتب وید' اپن شد پران اور سمرتیان وغیرہ ہیں' ویدوں کو الہامی اور سماوی قرار دیا جاتا ہے ۔ جبکہ دوسری کتابوں کو براہمن گرنتھ بھی کہا جاتا ہے ۔ ان کی حیثیت ویدوں کی تفسیر اور توضیحی کتابوں کی ہے اور وہ مختلف رشیوں سے منسوب ہیں (۷) ہندو عقیدے کے مطابق ویدوں کے الفاظ میں ردوبدل جائز اور ممکن نہیں کہ یہ الہامی ہیں البتہ براہمن گرنتھوں کے مطالب الہامی ہیں الفاظ رشیوں کے اپنے ہیں اس لئے ان کے الفاظ میں ایسی تبدیلی کہ مفہوم نہ بدلے قابل گرفت نہیں ہے ۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ہندو مت بذات خود کوئی مذہب نہیں بلکہ یہ اصطلاح ویدک دھرم کے لئے ہندوستان کی نسبت سے کسی بعد کے دور میں اختراع کی گئی ۔ ورنہ اس مذہب کو اولا "سناتن دھرم" سدا سے سیدھا چلا آیا ہوا مذہب) یا "شاشوت دھرم" (آسمان سے زمین تک سیدھا انے والا دھرم) یعنی دین فطرت کہا جاتا تھا۔ گیتا میں اس کے لئے "سو دھرم" اور سو بھاو نیت دھرم " کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو دین فطرت کے مترادف ہیں۔

وید اگرچہ آجکل چار ہیں لیکن ہندوؤں کے نزدیک اصل وید ایک تھا ' اس لئے آج بھی اکثریت کے نزدیک چاروں میں سے اصل ایک ہی ہے ' بعض حلقے اس اصل وید کو چار حصوں میں تقسیم شدہ سمجھتے ہیں اور یہ ہیں رگ وید ' سام وید ' یجروید اور اتھرو وید ۔ اول الذکر ویدوں کو "ترے ودھیا" یعنی تین علوم بھی کہا جاتا ہے اور ہندو جرمانی تہذیب کی قدیم ترین یادگار سمجھا جاتا ہے ۔ اتھرو وید تینوں ویدوں کا مجموعہ ہے ۔ یہ کہاں مدون ہوئے اور کس نے ترتیب دیئے ؟ اس بارے میں اختلافات سے قطع نظر اکثر محققین انہیں چار ساڑھے چار ہزار سال پرانے بتاتے ہیں ' جو حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ ہے اور جس طرح بائیبل کا ماخذ الواح بابل ہیں اسی طرح ویدوں کی اندرونی شہادت سے پتہ چلتا ہے کہ اتھرو وید صحیفہ ابراہیمؑ کی نقل ہے اور رگ وید ' سام وید اور ہجر وید ' صحائف نوح سے ماخذ ہیں بنارس ہندو یونیورسٹی کے استاد ڈاکٹر پران ناتھ نے اپنے ایک طویل تحقیقی مضمون میں یہ ثابت کیا ہے کہ رگوید کا ۱/۵ حصہ صحائف بابل سے نقل کیا گیا ہے (۷) راسخ العقیدہ ہندوؤں کے نزدیک وید دیوبانی (کلام الٰہی) اور برھما کانج گیان (خدا کا ذاتی علم) ہے جو صدیوں سے پنڈتوں کے سینہ بہ سینہ چلا آرہا تھا جسے سب سے پہلے عیسائی محقق میکس ملر نے بیس سال کی انتھک محنت اور سینکڑوں پنڈتوں کی مدد سے مقدس کتاب کی موجودہ صورت میں مدون کیا (۹) اور عیسائی محقق ڈیو بائیس کے مطابق "نقل کرنے والوں کی لاپرواہی یا جہالت کی وجہ سے ان میں بڑی تعداد میں غلطیاں در آئی ہیں اور مضامین خلط ملط ہو گئے ہیں" (۱۰) لیکن اس سب کچھ کے باوجود ان میں سرور کائناتؐ کی تشریف آوری سے متعلق متعدد پیشگوئیاں اور بشارتیں موجود ہیں اس ضمن میں بعض ارباب تحقیق نے ویدوں کی داخلی شہادتوں کے حوالے سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ جس طرح توریت و انجیل میں سرور کائناتؐ کے لئے "فار قلیط" (PARACLET) کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی "تعریف کیا گیا" ہیں اسی طرح ویدوں میں "محمدؐ" کے ہم معنی اور مترادف لفظ "نراشس" کا استعمال ہوا ہے ' سنسکرتی لفظ نراشس کے معنی

بھی "تعریف کیا گیا" اسی ہیں اس طرح ویدوں میں آپ کے عالم ارواح میں معروف نام "احمد" کے لئے "احمت" لکھا ہے کہ سنسکرت میں بالعموم د کوت سے بدل دیتے ہیں جبکہ "روح احمد" کو اگنی کہا گیا ہے جو رب کریم کا صفاتی نام بھی ہے (۱۱)

ویدوں کے انگریزی مترجم گرفتھ نے رگ وید کے منترا۔ ۱۰۶۔ ۴ کا ترجمہ کرتے ہوئے فٹ نوٹ میں لکھا ہے کہ "نراشس (محمد) اگنی کا پر اسرار نام ہے' ویدوں کے مطابق اگنی' ایشور (رب کریم) کا صفاتی نام ہے جو دراصل اگرنی ہے جس کا مطلب ہے " سب سے اول " چنانچہ جس طرح رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بعض صفاتی نام مثلاً" رؤف الرحیم اپنے محبوب (سرور کائناتؐ) کے لئے استعمال کئے ہیں۔ اسی طرح ویدوں میں ایشور کا صفاتی نام نراشس کے لئے استعمال ہوا ہے۔ مثلاً" ہم اگنی کو دوت (پیغمبر رہنما) چنتے ہیں (۱۲) اگنی راز ہے اس راز کی تحقیق ریگستانی امت کے لوگ کریں گے (۱۳) اور "اگنی کا راز پانے کے لئے سب سے بعد والی مشعل (قرآن مجید) کو سب سے پہلی مشعل (غالباً" وید) کے اوپر رکھنا پڑے گا" (۱۴) یعنی وید کا مطالعہ جب قرآن کی روشنی میں کیا جائے گا تو دنیا اگنی کی حیثیت پالے گی۔ آیئے اب اگنی کے حوالے سے ویدوں کی چند بشارتیں ملاحظہ فرمائیں۔

"اے اگنی (اے روح احمدؐ) منو (حضرت نوحؑ) آپ کی رسالت کی تصدیق کرتے ہیں" (۱۵) "اے اگنی (اے روح احمدؐ) ہم آپ کو منو(نوحؑ) ہی کی طرح پیغمبر داعی اور مذہبی علوم سکھانے والا مانتے ہیں (۱۶) "اے روح احمدؐ! نوحؑ نے آپ کا نور تمام نسل انسانی میں پھیلا دیا ہے" (۱۷)

اتھرو وید کی پیشگوئی

اتھرو وید کے بیسویں باب کے کچھ ذیلی باب جنہیں کنتاپ سوکت کہا جاتا ہے' ہر سال بڑے یگیوں (بھاری اجتماعات) میں دھرائے جاتے اور قربانیاں دی جاتی ہیں' کنتاپ کے ایک معنی "مشکلات و مصائب کا مداوا کرنے والا" کے ہیں چنانچہ ایسے تمام منتروں کو جن میں دنیاوی مصائب

سے نجات کا ذکر ہے "کتاپ سوکت" کہا گیا ہے اسلام کا پیغام اور سرور کائنات ؐ کی تعلیمات چونکہ دنیا کی تمام مصیبتوں سے نجات کا ذریعہ اور بنی نوع انسان کے لئے رحمت و برکت ہیں اس لئے کتاپ سوکت کو "اسلام" یا "پیام امن و سلامتی" کے ہم معنی قرار دیا جا سکتا ہے کتاپ کے دوسرے معنی "پیٹ کی پوشیدہ گلٹیاں" ہیں ' ان منتروں کو کتاپ غالباً اس لئے کہا گیا کہ ان کے راز آئندہ زمانے میں کھلنا تھے ان منتروں کے مطابق یہ راز "ناف زمین" سے متعلق بتایا گیا ہے اور الہامی کتب میں "ناف زمین" اور "ام القریٰ" مکہ کو کہا گیا ہے ویدوں کے شارحین پروفیسر میکس ملر' بلیوم فیلڈ اور پنڈت راجہ رام وغیرہ نے انہیں معمہ اور پہیلیاں ہی قرار دیا ہے لیکن یہ پہیلیاں' یہ راز اب واضح ہو چکے ہیں ملاحظہ فرمائیے اتھرو وید کے بیسویں باب کا ۱۲۷ واں سوکت ------------------------

"لوگو! اس بشارت کو توجہ اور احترام سے سنو' نرا شس 'استوشیات - (یعنی دنیا محمدؐ کی تعریفوں سے گونج اٹھے گی' سنسکرت میں نرا شس سے مراد "ایسا شخص ہے جس کی لوگوں میں بہت تعریف کی جائے" اور یہی معنی محمدؐ کے ہیں) ہم اس کورم (مہاجر' داعی امن و سلامتی) کو ساٹھ ہزار ۹۹ رشماس (دشمنوں) سے اپنی پناہ میں لیں گے (ابن اثیر وغیرہ کے مطابق وقت ہجرت مکہ کی آبادی ساٹھ ہزار کے لگ بھگ تھی) اس کی رتھ کو جس میں وہ اپنی بیویوں سمیت سوار ہو گا' اونٹ کھینچیں گے اور اس کی عظمت آسمانوں کو بھی جھکا دے گی (غالباً واقعہ معراج کی طرف اشارہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے "اور وہ آسمان کے بلند کنارے پر تھا۔ پھر نزدیک ہوا اور جھک گیا جہاں تک دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا (سورہ نجم - ۷ تا ۹) --- اور ہم مامح کو سو طلائی دینار ' دس مالائیں ' تین سو گھوڑے اور دس ہزار گائیں عطا فرمائیں گے" (۱۸)

محولہ بالا آخری منتر میں رسول اللہ کے لئے نرا شس کے بجائے مامح کا لفظ استعمال ہوا ہے لفظ مح کے معنی تعریف کیا گیا' عزت و تکریم کیا گیا' بلند کیا گیا کے ہیں (۱۹) اور لفظ ما دراصل مہا کی ہی ایک شکل ہے' جس کے معنی "بہت زیادہ" کے ہیں گویا مامح کے معنی "بہت زیادہ تعریف کیا

گیا" ہوئے اور یہی معنی لفظ "محمد" کے ہیں' ویسے بھی سنسکرت میں اسلامی ناموں کی شکل اکثر تبدیل کر دی جاتی ہے جیسے محمود غزنوی کو ممود گجنوی (MAMUD GAJNAVI) لکھا جاتا ہے۔

ان منتروں کی وضاحت میں پنڈت وید پرکاش اپادھیائے نے اپنی کتاب "نراشنس اور انتم رشی" میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ان میں استعاراتی و تمثیلی زبان استعمال کی گئی ہے آخری منتر کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ اس میں سو طلائی دینار سے مراد اصحاب صفہ ہیں جن کی تعداد سو تھی' (اے ۔ ایچ ودیا رتھی اس سے وہ سابقون الاولون' مراد لیتے ہیں جنہوں نے حبشہ کو ہجرت کی روایات کے مطابق دوسری ہجرت حبشہ میں شامل صحابہ و صحابیات کی تعداد ۱۰۰ یا ۱۰۱ تھی) ۔ دس سرجہ یا دس مالاؤں سے مراد عشرہ مبشرہ اور تین سو عروہ' (عربی گھوڑوں) سے مراد اصحاب بدر ہیں' گئو کا مادہ گاؤ ہے جس کے معنی جنگ کے لئے نکلنا' کے ہیں' اور گائے کو اس لئے گئو کہا گیا ہے کہ آریاؤں کی اکثر جنگیں دشمنوں سے گائیں چھیننے کے لئے ہوتی تھیں اسی حوالے سے بیل کو فتح کی علامت قرار دیا گیا تھا' نیز روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے میدان احد میں خواب میں گایوں کو ذبح ہوتے دیکھا جس کی تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس غزوہ میں میرے بعض اصحاب شہید ہو جائیں گے' اس حوالے سے منتر میں دس ہزار گایوں کا اشارہ ان دس ہزار قدسی مجاہدین کی طرف ہے جو فتح مکہ کے وقت سرور کائناتؐ کے ساتھ تھے۔

اتھرو وید کے اس سوکت کے اگلے منتر بھی سرور کائناتؐ کے بارے میں بشارتوں کی حیثیت رکھتے ہیں چوتھا منتر کچھ یوں ہے۔

"اے بہت زیادہ قابل تعریف (احمدؐ) سچ کو عام کرو' جس طرح پرندہ پکے ہوئے پھلوں کے درخت پر چہچہاتا اور اپنے رب کی تسبیح کرتا ہے تم بھی اپنے رب کی حمد وثنا کرو" (۲۰)

"اس منتر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ربح (Rebh) کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی زیرک یا تعریف کے پل باندھنے کے ہیں' جبکہ ایک منتر میں پریکشت (جو اقتدار

اعلیٰ کا مالک ہو) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

"پر یکشت بادشاہ کی سلطنت میں لوگ اسی طرح خوش و خرم اور خوشحال ہوں گے جس طرح کہ زرخیز کھیتوں میں فصل خوب ہوتی ہے۔" (اتھروید۔ ۲۰۔ ۱۲۷۔ ۸)

غزوہ احزاب کا ذکر۔

اب ذرا اتھروید کا کانڈ ۲۰ سوکت ۲۱ منتر ۶ ملاحظہ فرمایئے۔

"ست پتی! (صادقین کے رب!) تجھے ان سرور دینے والوں نے ورتروں (دشمن) سے جنگ میں ویرتا (اپنے بہادرانہ کارناموں) اور سوماسہ (مستانہ ترانوں) سے مسرور کیا۔ جب تو نے کاروے (حمد کرنے والے یعنی احمدؐ) نیز برہشمتے (عبادت کرنے والے یعنی عابد) کے دس ہزار دشمنوں کو اپراتی نی ورہیہ (بغیر مڈ بھیڑ شکست دے دی)"

ملاحظہ ہو قرآن مجید کا ارشاد "اے پیغمبر! ہم نے تمہیں خیر کثیر عطا کیا ہے پس اسکے شکریہ میں اپنے رب کی نماز پڑھو اور اس کے نام کی قربانی کرو"۔ (القرآن۔ ۱۰۸۔ ۱ تا ۳)

اس منتر پر غور کیجئے اور قرآن مجید کو بھی سامنے رکھیئے جس میں صادقین صحابہ کرام کی یہی صفت بتائی گئی ہے قرآن مجید کی سورہ احزاب میں غزوہ خندق کے ذکر کے دوران میں صحابہ کرام کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے "ایمان لانے والوں میں سے وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ اپنے وعدے میں سچے اترے" (۲۱) اور "اللہ صادقین کو ان کے صدق کا انعام دے گا" (۲۲) اور کیا یہ نہیں ہوا کہ غزوہ احزاب میں تین ہزار صادقین کے مقابلے سے دس ہزار کا لشکر عظیم جو ہر طرح لیس تھا مقابلہ کئے بغیر فرار ہو گیا اور اس کی وجہ اسی سوکت کے منتر ۱ تا ۵ اور ۷ اور ۸ میں بیان کی گئی ہے۔ جن کا حاصل یہ ہے کہ دشمن تند ہوا اور کڑک سے ڈر کر اندر دیوتا سے خوف کھا کر بھاگ گیا' رگ وید میں اندر کو رعدو کڑک اور تند ہواؤں کا دیوتا قرار دیا گیا ہے۔ (۲۳)

قرآن کریم نے کفار مکہ کی اس شکست کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو' اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو' جب
تم پر لشکر آپہنچے' سو ہم نے ان پر ہوا کو اور ایسے لشکروں کو بھیجا جنہیں تم
نہیں دیکھتے تھے اور اللہ اسے جو تم کرتے ہو دیکھتا ہے۔"(۲۴)

اتھرو وید کے اسی سوکت کے ۸ تا ۱۱ منتروں میں غزوہ احزاب کے دوران میں مدینہ کے یہودیوں کی معاہدہ شکنی اور اس کے نتیجہ میں یہودی قبائل بنی قریضہ' بنی قینقاع اور بنی نضیر سے ہونے والی جنگوں کا تذکرہ ہے اور وید نے بھی بائبل کی طرح انہیں "رب کریم کے دھتکارے ہوئے" اور ناموچی یعنی مستوجب سزا قرار دیا ہے'جبکہ اگلے منتر میں فتح مکہ کا تذکرہ اس طرح کیا گیا ہے۔

"اے اندرا! (اے خدا) تو نے بیسیوں سرداروں اور ان کے ۶۰۰۹۹ حمایتیں کا جو آبندھو (ایک بے کس و یتیم) اور سشراوا (تعریف کیے گئے' یعنی محمدؐ) سے لڑنے آئے تھے' تختہ الٹ دیا"۔

رگ وید کے کانڈ ایک سوکت ۵۳ کے منتر ۹ میں بھی اس پیشگوئی کو دھرایا گیا ہے جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے کہ ابن اثیر وغیرہ کے مطابق ہجرت و فتح مکہ کے وقت مکہ کی آبادی ساٹھ ستر ہزار کے لگ بھگ تھی۔ حضرت موسیٰؑ نے فتح مکہ کی بشارت ان الفاظ میں دی تھی "وہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آئے گا"۔ (۲۵)

اور حضرت سلیمان نے فرمایا تھا "دس ہزار آدمیوں کے درمیان جھنڈے کی مانند کھڑا ہوگا" (۲۶)
جب کہ رگ وید میں ہے۔

"وہ ہدایت کی روشنی لے کر دس ہزار جانبازوں کے ساتھ پیش قدمی کرے گا تاکہ جہالت کے اندھیروں سے جنگ کرے۔ اندر دیوتا اسکی حفاظت کرے گا دنیا دیکھے گی کہ اسکے جانباز ساتھی ہتھیار ایک طرف رکھ کر فتح کے شادیانے بجانے لگیں گے۔ چاند اپنی پوری تابانی سے چمکنے لگے گا اور وہ برھا سپتی (خداوند کائنات) کی مدد سے بے خدا قبائل (کفار) کو مغلوب کرے گا" (۲۷)

ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق اتھرو وید براھما (خالق) کا منہ ہے یجروید اس کا سر اور دماغ

'رگ وید دایاں بازو اور سام وید بایاں بازو جبکہ اپن شد اسکی روح ہیں ۔ چنانچہ اتھرو وید کی طرح ہندوؤں کی دیگر مذہبی کتب میں بھی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بشارتیں موجود ہیں چند ایک ملاحظہ فرمایئے۔

"احمت (احمد) تمام علوم کا سرچشمہ عظیم ترین شخصیت ہے وہ روشن سورج کی مانند اندھیروں کو دور بھگانے والا ہے اس سراج منیر کو پہچان لینے کے بعد ہی موت کو جیتا جا سکتا ہے اس کے سوا نجات کا اور کوئی راستہ نہیں ہے" (۲۸)

" احمد نے سب سے پہلی قربانی دی اور سورج جیسا ہو گیا " (۲۹)

(واضح رہے کہ قرآن مجید میں رسول اللہ کو سراجا" منیرا" یا چمکتا ہوا سورج کہا گیا ہے)

" احمد وہ ہیں جو لوٹتے ہیں تو روشن اور طاقت ور ہیرا ثابت ہوتے ہیں ' مخلوقات اور دولت کی حفاظت ہر پہلو سے کرتے ہیں اور بہترین نجات دھندہ ثابت ہوئے ہیں" (۳۰)

"اے نراشس (اے محبوب محمدؐ) میٹھی زبان والے 'قربانیاں دینے والے میں آپ کی قربانیوں کو وسیلہ بناتا ہوں " (۳۱)

"میں نے نراشس (محمدؐ) کو دیکھا ہے سب سے زیادہ اولوالعزم اور سب 'سے زیادہ عظیم 'جیسا کہ وہ جنت میں ہر ایک کے سردار اور رہنما ہوں گے" (۳۲)

"عظیم نراشس (محمد) کی قوت میں اضافہ کے لئے اور پشان ؟ جو کہ عظیم حکمران ہے اس کے لئے ہم نعت بیان کرتے ہیں اے انتہائی کریم خدا 'ہمیں مصیبتوں سے نجات دے اور دشوار گذار راستوں سے ہمارا رتھ پار کروا دے " (۳۳)

" احمد (احمت) نے اپنے پرماتما سے پر حکمت سندر آدرش (شریعت) سیکھا 'سندر آدرش عقل و دانش سے بھرپور ہے میں نے اس سے اس طرح روشنی پائی جس طرح سورج سے حاصل ہوتی ہے " (۳۴)

" تبلیغ کر اے احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تبلیغ کر جیسے پختہ پھل والے درخت پر پرندہ

چھپاتا ہے' تیری زبان ہونٹوں کے مابین قینچی کے دو پہلوؤں کی طرح چلتی ہے " (۳۵)

" سرور عالم جو دیوتا (نور' علی نور) ہے افضل البشر ہے ہادی کل اور سب طرف جس کی شہرت و عزت ہے اس کی اعلیٰ ثناء گاؤ (اس پر درود بھیجو)" (۳۶)

"اندر (اللہ تعالیٰ) نے اپنی حمد کرنے والے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جگایا اٹھ 'ادھر ادھر لوگوں کے پاس جا مجھ غالب ہی کی بڑائی بیان کر سب نیک تیری محنت کی داد دیں گے اور وہ (اللہ) سب نعمتیں تجھے دے گا"(۳۷)

مزید برآں رگ وید کے منترا ۔ ۱۴۳ ۔ ا میں رسول آخر کے لئے "سمدرا دوت عرین" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں ۔ ڈکشنری وشال نالندہ شد ساگر کے مطابق "س" کے معنی "ساتھ" مدرا کے معنی "مہر" اوعرین سے مراد ملک عرب ہے' جب کہ "ن" سنسکرت میں اکثر زائد ہوتا ہے اس طرح "سمدرا دوت عرین" سے مراد "پیغمبر عربی مہر کیساتھ" یعنی "خاتم النبین"" ہے ۔ اسی طرح ویدوں میں آپؐ کے آسمانی نام احمدؐ اور زمینی نام محمدؐ کے ساتھ مقام محمود کا ذکر بھی ہے ۔

" جس اگنی کا وسیع و لا متناھی روپ کبھی ختم نہیں ہوتا اسے بغیر جسم والی روح کہتے ہیں (یہ مقام احمد کا ذکر ہے) جب وہ پیکر جسمانی میں ہوتے ہیں تب آسر (سب سے بعد میں آنے والا) اور نرا شس (محمد) کہلاتے ہیں 'اور جب کائنات کو منور کرتے ہیں تو ماتر یشوا (محمود) ہوتے ہیں ' اور اس وقت وہ ہوا کی طرح روحانی ہوتے ہیں " (۳۸)

" اگنی کا پہلا ظہور سورگ لوک (جنت کی دنیا) میں بجلی (نور) کی شکل میں ہوا 'ان کا دوسرا ظہور ہم انسانوں کے درمیان ہوا تب وہ جات وید (یعنی پیدا ہوتے ہی علم رکھنے والا مراد "امی" کہلائے) ان کا تیسرا ظہور جل (ویدوں میں جل روحانیت کی علامت ہے) میں ہوا ۔ انسانوں کی فلاح کا کام کرنے والے ہمیشہ ضوفشاں رہتے ہیں ان کی مدح کرنے والے ہی ان کی اطاعت کرتے ہیں " (۳۹)

"اے اگنی ! ہم تمہارے تینوں روپوں کو جانتے ہیں جہاں جہاں تمہارا ٹھکانہ ہے ان مقامات کو

بھی ہم جانتے ہیں تمہارے انتہائی خفیہ نام اور تمہارے پیدا ہونے کے مقام کو بھی جانتے ہیں تم جہاں سے آئے ہو یہ بھی ہم جانتے ہیں " (۴۰)

سام وید میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت ایک بشارت میں آپ کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے۔

" وہ ہر مقدس رسم کا مربی، رعد والا (یعنی بارعب) نہایت تعریف کیا گیا" (آپ کے اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہی معنی ہیں) اندر یعنی صاحب اقبال، رسموں کو توڑنے والا جوان، عقیل، بے اندازہ قوت کا حامل، پتھر رکھنے والا (حجر اسود نصب کرنے کی طرف اشارہ ہے) اور گڑھے کو کھودنے والا (واقعہ خندق کی طرف اشارہ)"

یہ پیشگوئی سام وید حصہ دوم باب پنجم فصل اول میں پاٹھک ۲۰ صفحہ ۲۵ پر مرقوم ہے جس کا ترجمہ بابو پیارے لال زمیندار پروٹھا نے کیا اور جو ودیا ساگر پریس پروٹھا علی گڑھ سے ۱۸۹۷ء میں چھپا۔ جبکہ ہندوؤں کی مشہور کتاب کلکی پران کے بارھویں باب میں لکھا ہے کہ:

" جگت گرو، وشنو بھگت (عبداللہ) اور سومتی (آمنہ) سے پیدا ہو گا۔ اس کی پیدائش بارہ بیساکھ پیر کے دن سورج نکلنے سے دو گھڑی بعد ہو گی (مکہ اور دھلی میں طلوع سحر میں دو گھنٹے کا فرق ہے) اس کا پتا اس کے پیدا ہونے سے پہلے پرلوک سدھار جائے گا اس کی ماتا بھی بعد میں فوت ہو جائے گی جگت گرو کی سلمل دیپ کی شہزادی سے شادی ہو گی۔ شادی کے موقع پر اس کا ایک چچا اور (رشتے کے) تین بھائی موجود ہوں گے۔ ایک غار میں پرسرام (جبریل) اسے تعلیم دے گا، اور جس وقت سلمل دیپ میں اپنے شہر سمبالا (شمبھل) میں آئے گا وہ اپنی تعلیم کا پرچار شروع کر دے گا جس پر اس کے عزیز و اقارب سخت ناراض ہوں گے۔ ان کی طرف سے دیئے گئے مصائب سے تنگ آکر وہ شمالی پہاڑیوں کی طرف جائے گا کچھ عرصہ بعد اس شہر میں وہ تلوار لے کر آئے گا اور تمام ملک فتح کرے گا، جگت گرو کے پاس ایک گھوڑا ہو گا جس میں بجلی سے زیادہ پھرتی ہو گی جس پر سوار ہو کر وہ زمین اور سات آسمانوں کی سیر کرے گا" (واقعہ معراج کی

طرف اشارہ ہے)

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ قدیم جغرافیہ دانوں نے تمام دنیا کو سات حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا' ان کے مطابق شالمل دیپ موجودہ عرب دنیا پر محیط تھا۔

بعض محققین کا کہنا ہے کہ رگ وید میں سولہ مرتبہ' یجروید میں دس بار' اتھرو وید میں چار جگہ اور سام وید میں ایک مقام پر آپ کا نراشنس (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نام سے ذکر ہے۔ گویا ویدوں میں ۳۱ مقامات پر نراشنس محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نام سے آپ کا تذکرہ ہے اور پنڈت امرناتھ پانڈے جو کہ اصل اسرار میں سے ہیں' اور جنہوں نے عربی حروف تہجی پر ریسرچ کی ان کا کہنا ہے کہ ہندو تیس بار انکار کرتا ہے' اکتیسویں بار نہیں کرے گا۔ ان کے نزدیک عربی کے حروف تہجی بھی اکتیس ہیں اور سورہ رحمان میں ۳۱ مرتبہ ہی رب کریم نے اپنی نعمتیں گنانے کے بعد یہ سوال دھرایا ہے "پس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے" (۴۱)

ہندو مت میں ویدوں کے بعد اپن شدوں کا مقام ہے جو ہندو عقیدے کے مطابق ان رشیوں کی تعلیمات کا خزینہ ہیں جنہوں نے سب کچھ سیکھ لیا تھا' اور ہر چھوٹے بڑے بھید کو کھول چکے تھے (۴۲) اپن شدوں کے بعد پران آتے ہیں جنہیں قدیم ادوار میں ویدوں کا سا احترام و تقدس حاصل تھا' اور آج بھی ہندوؤں کی بھاری اکثریت انہیں الہامی ویدوں کی تفسیریں قرار دیتی ہے جو ویدوں کے برعکس عام فہم ہیں مبارشی ویاس' جنہیں ہندوؤں میں ایک مہارشی (عظیم بزرگ) اور بھگت کا اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ انہوں نے پرانوں کو اٹھارہ ضخیم جلدوں میں مدون کیا تھا۔ ان میں سب سے اہم بھوشیہ پران ہے جو آنے والے ادوار کے بارے میں پیش گوئیوں پر مشتمل ہے۔ اس میں رشی ویاس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیش گوئی کا ذکر کرتے ہوئے اپنی عقیدت کا اظہار نہایت عجز سے کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

"غیر زبان اور ملک کا (ملیچھ) معلم روحانی (اچارپین سنوحہ) اپنے صحابہ کے ساتھ آئے گا۔ اس کا نام (محامد اتی کھیاتہ) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو گا۔ راجہ ہند اس مہادیو (ملائک سیرت)

کو جو مرستھل (ریگزار یعنی ملک عرب کا رہنے والا) ہو گا تمام گناہوں سے پاک ٹھہرا کر دلی عقیدت و ارادت سے ان کی تعظیم کرتے ہوئے عرض کرے گا اے پاربتی کے (ناتھ) مالک فخر نسل انسانی مرستھل و نواسے (ریگزار یعنی عرب کے باسی) شیطان کو مغلوب کرنے والے جو ہر قسم کے دشمنوں سے اللہ کی حفاظت میں ہے اے سراپا پاکیزگی و تقدس اے ہستی مطلق اور سرور کامل کے مظہراتم میں تمہارا غلام اور تمہارے قدموں کی خاک ہوں " (۴۳)

" فرشتہ سیرت قاصد نے راجہ کو بتایا کہ " تمہارا آریہ دھرم تمام مذاہب پر غالب آنے کے لئے بنایا گیا تھا لیکن اب میں ایشور پرتما کے حکم سے گوشت خوروں کے قوی تر مذہب کو نافذ کروں گا میرا (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا) ماننے والا خدا کا مقرب بندہ مختون چوٹی نہ رکھنے والا داڑھی رکھنے والا انقلاب برپا کرنے والا اذان دینے والا اور تمام پاک جانوروں کو کھانے والا ہو گا انہیں (میرے ماننے والوں کو) مقدس جھاڑیوں سے پاک کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ انہیں جہاد پاک کرے گا ۔ لادین اقوام سے لڑائیوں کی وجہ سے انہیں ملیچھ (اجنبی مذہب کے ماننے والے یعنی مسلمان) کہا جائے گا میں ہی اس گوشت خور قوم کا منبع و سرچشمہ ہوں"(۴۴)

ویدوں پرانوں اور اپنشدوں کے بعد " سمرتیاں " بھی ہندوؤں کی مقدس کتب میں شمار ہوتی ہیں ۔ بعض محققین کا دعویٰ ہے کہ الوپ اپن شد میں دو جگہ صاف الفاظ میں محمد رسولؐ اللہ لکھا ہے اور آٹھ سو سال قبل دکن کے ہندوؤں کے سردار بسو یشور نے دم آخریں کلمہ پڑھا اسی طرح ہندوؤں کی مسلمہ کتاب " شرن لیلا امرت " کے صفحہ ۲۰۹ پر کلمہ مرقوم ہے اور یہ کتاب دکن کے شیو اچاری مٹھوں میں آج بھی موجود ہے (۴۵) ۔ ایک سمرتی میں کلکی اوتار (یعنی دنیا کے سب سے بڑے اوتار) کی جائے پیدائش کی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ اس ملک میں دست آور پتی (سناء مکی) بہت ہوتی ہے اور پہاڑ زیادہ تر بے گیاہ ہیں اور وہ جزیہ بصورت دیگر جہاد کا داعی ہو گا اور ایک دفعہ (معراج پر) خدا کے پاس جائے گا (۴۶) ۔ مہا بھارت اور رامائن کو بھی ہندوؤں کے نزدیک " مقدس کتاب " کی اہمیت حاصل ہے ۔ اور مہا بھارت میں بھی بعض مقامات پر آپ

کا تذکرہ ملتا ہے ایک جگہ درج ہے "کل یگ میں کلکی اوتار پیدا ہو گا" (۴۷) اور کل یگ سے مراد وہی زمانہ ہے جسے قرآن کی زبان میں ظهر الفساد فی البر والبحر سے تعبیر کیا گیا ہے اور جگت گرو کے مصنف کے مطابق ایاشک منی نے یہ پیشگوئی کرشن جی کی زبانی سنی تھی اور اس کے مطابق حضرت محمدؐ کی بعثت سری کرشن کے ٹھیک ۳۶۵۸ سال بعد ہوئی (۴۸) جو کل یگ کا نقطہ آغاز ہے رامائن میں گوشائین تلسی داس ویدوں اور پرانوں کے حوالے سے کہتا ہے۔

دیس عرب بھیر کتا سہائے! سوتھل بھوم کت سنو کوک رائے
سمجھو مت ناکر ہوئی!! سندرم اویس تتھہ سوئی!!
سمت بکرم کی دو رانگا!! مہا کوک تس چھتر تنگا!!
راج نیت بھو پریت دیکھا دے آئین مت سب کو سمجھا وے
جتو سندرم شت جاری! تنگی بنس ہوئی بھو بھاری
جب سنگرام کا دین ہو وے بنا محمدؐ نیا پار نہ ہو وے (۴۹)

یعنی دیس عرب میں ساتویں صدی بکری میں ایسا ستارہ پیدا ہو گا جو چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہو گا۔ اپنا عقیدہ سب کو سمجھائے گا۔ اس کے چار خلفاء ہوں گے اور اس کی امت کا بڑا رعب ہو گا جب وہ دین جاری ہو جائے گا جس میں جہاد کی اجازت ہو گی تو کسی کو محمدؐ کے بغیر نجات نہ ملے گی"

ویدک دھرم کی مقدس کتب کی ان بشارتوں سے اگرچہ آریہ سماجی گزشتہ ایک صدی سے مختلف حیلے بہانے جان چھڑانا چاہتے ہیں اور ان کتابوں کے نئے نئے ایڈیشن لا رہے ہیں تاکہ انہیں حذف کیا جا سکے۔ لیکن سناتن دھرمی ہندو جو آج بھی اکثریت میں ہیں ان تحریروں کو جوں کی توں مانتے اور ان پر ایمان رکھتے ہیں۔ البتہ ان میں بعض کی توجیہات مختلف ہیں جب کہ بعض بابصیرت ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ "گیتا وید" پرانوں کی تحقیق کے مطابق جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مسلمانوں کے آخری نبی ہیں اسی طرح ہندوؤں کے آخری اوتار بھی تھے" (۵۰)

بدھ مت

ویدک دھرم کے علاوہ بدھ مت برصغیر کا دوسرا قدیم ترین مذہب ہے۔ اس کے اولین مبلغ

سدھارتا المعروف گوتم بدھ تھے ۔ جن کا سن وفات ۴۸۰ ق۔م بتایا جاتا ہے ۔ بدھی تعلیمات کے مجموعے "ستا ٹپیکا" "دنایا ٹپیکا" اور "دھرم ٹپیکا" ان کی موت کے تقریباً" اٹھائیس سے پچاس سال بعد مرتب کئے گئے ۔ تاہم محققین کا کہنا ہے کہ بدھ کی تعلیمات میں بھی آنحضرتؐ کے بارے میں بشارتیں اور پیشگوئیاں موجود ہیں بدھ مت میں "بدھا" پیغمبر کے ہم معنی ہے "گوتم بدھ نے اپنے چیلے نندا کو مخاطب کرکے بتایا تھا کہ "میں نہ پہلا بدھا ہوں اور نہ آخری بدھا ہوں ' اپنے وقت پر دنیا میں آخری بدھا آئے گا جو پوتر 'سندر' ہردے والا اکرم کار' بے مثال اور مکمل نظریہ حیات کا پرچار کرے گا" اور وہ "میتریا" کے نام سے معروف ہو گا"(۵۱)

"میتریا" سنسکرت کا لفظ ہے اور اس کے لغوی معنی دوستی ' خیر خواہی ' رحم والا ' محبت والا ' ہمدردی والا ' شفیق و رحیم کے ہیں اور محققین نے بدھی تعلیمات میں "میتریا" کے بتائے گئے اوصاف و خصائل کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ میتریا سے مراد آنحضرتؐ کی ذات ہے (۵۲)

ویدک دھرم اور بدھ مت کی انہی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ راست طبیعت ہندوؤں اور بدھ پیروؤں نے ہمیشہ پیغمبر اسلامؐ کا احترام کیا اور یہاں متعصب ہندوؤں اور لالچی پروہتوں نے مختلف ادوار میں اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کی شان میں گستاخیاں کیں اور اپنی مقدس کتابوں کی بشارتوں کو اپنا مخصوص رنگ دینے کی کوشش کی وہاں صداقت پرستوں نے سکھ مت کے بانی گورو نانک کی طرح برملا اس بات کا اظہار کیا کہ :

کیتے نور محمدیؐ ڈٹھے نبی رسولؐ
نانک قدرت دیکھ کے خودی گئی سب بھول

(میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے کئی نبی پیدا ہوتے ہوئے دیکھے خدائے تعالیٰ کی یہ قدرت دیکھ کر میری تمام خودی جاتی رہی)

اٹھے پہر بھواند پھرے کھاوں سنڈرے رسول
دو جگ پونڈا کیوں نہ رہے جان چت نہوندے رسول (۵۳)

(یعنی جس کے دل میں رسول کی محبت نہیں وہ دوزخ کی آگ سے نجات حاصل نہیں کر سکتا)

اسی طرح آج سے تقریباً" پانچ سو سال قبل ہمنا آباد گلبرگہ کے بزرگ نانک پربھو نے دو ٹوک

الفاظ میں اعلان کیا:

نانک سگ ہے نبی کے درکار باندھ لیا گلے میں تاگا
تاگا ہے میرے رب کے ہاتھ جدھر انچا ادھر بھاگا (۵۴)

اورنگ زیب عالمگیر کے عہد کے ایک معروف ہندو بزرگ سوامی پران ناتھ کی تعلیمات اور تحریروں پر مبنی کتاب کچھ عرصہ قبل "قلزم سروپ" کے نام سے چھپی ہے اس میں کئی شعر سرور کائناتؐ کی مدحت میں ہیں، اس کتاب کا بڑا حصہ ہندی میں ہے لیکن کہیں کہیں عربی و فارسی کے الفاظ بھی ملتے ہیں دو شعر ملاحظہ فرمایئے۔

پرتاپ بڑا محمدؐ ناں جن دیا سبھوں کو سکھ
چودہ طبق کی دنیا کے دور کئے سب دکھ

(محمدؐ کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے کہ انہوں نے سب کو خوشیاں دیں اور چودہ طبقوں کے تمام دکھ دور کر دیئے)

بڑے بڑے گیانی منی !! پر پایا نہ کہوں براد
کتھ کتھ سب خالی گئے بنا ایک محمدؐ (۵۵)

ترجمہ:۔ (بڑے بڑے فاضلوں اور دانشمندوں نے کوشش کی مگر کوئی بھی سچ تک نہ پہنچ سکا ان کی تمام باتیں حضرت محمدؐ کے بغیر بے کار محض اور بے معنی ہیں)

برصغیر میں سیرت نگاری کی ابتدا

یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ برصغیر ہندو پاک میں سیرت نگاری کا آغاز آٹھویں صدی ہجری میں حدیث اور مغازی کی کتابوں سے ہوا جو عربی و فارسی میں لکھی گئی تھیں لیکن کتابیں لکھنے کی رفتار بہت سست تھی البتہ دسویں صدی ہجری میں عربی و فارسی کے علاوہ بنگلہ زبان میں ایسی کتابیں لکھی گئیں جو سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ہیں۔ گیارہویں صدی ہجری میں یہ سلسلہ خاصا آگے بڑھا لیکن دیسی زبان اردو میں سیرت نگاری کا آغاز انیسویں صدی کے ساتھ ہوا، جس کا نصف اول زیادہ تر عربی و فارسی کتب سیرت کے تراجم تک محدود رہا البتہ اس صدی کے نصف آخر میں نثری مولود ناموں پر زیادہ توجہ دی گئی اور سیرت کی کچھ روایتی کتابیں بھی

لکھی گئیں (۵۶) ایسی زیادہ تر کتابوں کا جذبہ محرکہ عیسائی مشنریوں کی ان تحریروں کا توڑ کرنا تھا' جو وہ مسلمانوں کو تبدیلئی مذہب پر آمادہ کرنے کے لئے لکھتے تھے اور جن میں لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے اسلام اور بانی اسلامؐ پر رکیک حملے کئے جاتے تھے لیکن بیسویں صدی کے ساتھ ہی اردو سیرت نگاری کے عہد زریں کا آغاز ہوگیا کہ اس کے بعد سیرت نگاری نے باقاعدہ ایک تحقیقی فن کی صورت اختیار کر لی' اس کے لئے جذبہ محرکہ یہاں ایک طرف مسلمانوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عشق تھا تو دوسری طرف تاج برطانیہ کے زیر سرپرستی عیسائی مشنریوں کے اسلام اوربانی اسلامؐ پر جارحانہ حملوں کا رد اور ہندو احیاء پرستی کی شدھی سنگھٹن اور آریہ سماج کی تحریک کا توڑ تھا آریہ سماجیوں کی شرانگیز تحریروں اور مذموم سرگرمیوں نے برصغیر میں ہندو مسلم اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا تھا اور پورے پاک و ہند میں ہنگاموں اور قتل و غارت گری کی جو بہار آگئی تھی اس نے بعض انصاف پسند اور غیر متعصب غیر مسلموں کو بھی صداقت کے اظہار پر مجبور کر دیا اور انہوں نے روا داری اور ہمدردی کے جذبے کے تحت یا بر بنائے عقیدت یا بر بنائے مصلحت سیرت سرور کائناتؐ پر غیر متعصبانہ' بے غرضانہ اور عالمانہ تحریریں لکھیں ان میں سے بعض کا انداز بیاں تو اتنا مخلصانہ اور والہانہ تھا کہ ان پر مسلمانوں کی تحریریں ہونے کا گمان گزرتا تھا ایسے ہندی غیر مسلموں کی لکھی گئی کتب سیرت میں "حضرت محمدؐ صاحب بانی اسلام" از شردھے پرکاش دیو جی مطبوعہ (۱۹۰۷ء) رسول عربی از جی ایس دارا (مطبوعہ ۱۹۲۴ء) عرب کا چاند از سوامی لکشمن پرشاد جی (مطبوعہ ۱۹۳۴ یا "حضرت محمدؐ اور اسلام" از پنڈت سندر لال " حضرت محمد اور اسلام" از بابو کنج لال ایم اے "پیغمبر اسلام" از رگھو ناتھ سہائے "وحدانیت کا متوالہ" از ڈاکٹر یدھ ویر سنگھ " چار مینار" از گو بند رام سیٹھی شاد (مطبوعہ ۱۹۴۳ء) "حضرت محمد صاحب کی سوانح عمری" از پروفیسر لاجپت رائے نیر اور " انتم رشی اور محمدؐ" از پنڈت وید پرکاش اپادھیائے "مسلمان اور ان کے نبی کی تعلیم" از سردار رام سنگھ گیانی وغیرہ کے نام لئے جا سکتے ہیں' ہندوؤں اور سکھوں نے اخبارات و رسائل میں بھی بے شمار مضامین لکھے جن میں آنحضرتؐ کی سوانح اور سیرت و کردار پر روشنی ڈالی گئی اور ایسے مضامین بعد ازاں کتابی شکل میں بھی شائع ہوئے جن سے اس غیر معمولی ارادت و محبت کا اظہار ہوتا ہے جو ان شریف النفس غیر مسلموں کو انحضرتؐ کی ذات بابرکات سے تھی بلکہ "بعض مقامات ایسے ہیں

کہ خود ہمیں غیر مسلم حضرات کے مطالعہ کی گہرائی اور فہم کے خلوص پر تعجب ہوتا ہے" (۵۷)
مضامین کے ایسے مجموعوں میں " جگت گرو" مرتبہ سید سرور شاہ گیلانی مطبوعہ دفتر اشاعت سیرت
لاہور (۱۹۳۸ء) میں آٹھ ہندو زعماء گاندھی ' ٹیگور ' سروجنی نائیڈو ' سادھو ٹی ایل واسوانی ' لالہ
کنور سین سابق چیف جج جموں و کشمیر ' لالہ رام چند ایڈووکیٹ ' پنڈت گوپال کرشن ایڈیٹر بھارت
سماچار راجہ رادھا پرشاد سنہا اور بی ایس کشالیہ کے مضامین اور نذرانہ ہائے عقیدت شامل ہیں '
بی ایس کشالیہ کے مضمون کا عنوان ہی " روح محمد سے معافی " ہے۔ اسی ادارہ نے ۱۹۳۷ء میں
چوہدری چھوٹو رام کی ایک تقریر " پیغمبر اسلام " کے نام سے چھاپی تھی جب کہ " کلکی اوتار" کے
نام سے ایک کتابچہ میں کتب ہنود سے بعثت محمدیؐ کے بین ثبوت نقل کئے ۔ سیرت کمیٹی ہی نے "
جگت مہارشی " کے نام سے ۱۹۳۴ء میں بھی ہندو دانشوروں کے آٹھ لیکچروں کا مجموعہ چھاپا جو
دراصل ماہنامہ ایمان کا سیرت نمبر تھا ' رسالہ مولوی کا ربیع الاول ۱۳۵۲ھ کا شمارہ سیرت نمبر کے نام
سے شائع ہوا تو اس میں غیر مسلم رہنماؤں اور ادیبوں کے گلہائے عقیدت کو جمع کیا گیا تھا ان میں
منشی پریم چند ' ڈاکٹر یدھ ویر سنگھ دھلوی ' ڈاکٹر لکشمی دت ایڈیٹر مسافر آگرہ ' سردار رام گیانی
امرتسری ' پنڈت رگھبیر دیال انبالوی ' جگل کشور کھنہ دھلی ' لالہ کیسر داس جی ' سوامی رامانند جی
سنیاسی ' لالہ دیش بندھو جی گپتا ڈائریکٹر تیج دھلی ' (۵۷) لالہ شیو نرائن بھٹناگر ایڈیٹر روزنامہ وطن
جیسے ہندو دانشوروں کے خصوصی مضامین شامل تھے اس قسم کا ایک مجموعہ مضامین ادارہ نئی راہ
بمبئی نے "پیغمبر اسلام غیر مسلموں کی نظر میں" زیر ادارت ظل عباس عباسی ۱۹۵۴ء میں شائع کیا
اس میں ڈاکٹر لکشمی دت کا مضمون "عرب کا مہمان آتما" ڈاکٹر شنکر داس مہر کا "پیغمبر اسلام اور ان
کی نئی راہ" لالہ رام لال ورما ایڈیٹر تیج دہلی کا "حضرت محمد کی تعلیم جمہوریت اور اخوت" پنڈت
چمپوپتی ایم اے کا " ہمالیہ کی برفانی چوٹیوں سے عرب کے ریتلے ٹیلوں تک" غیر مطبوعہ مضامین کے
علاوہ کئی دوسرے ہندو اکابر کے مطبوعہ مضامین اور بھارت کے ہندو زعماء کے پیغامات شامل تھے۔
ایک ایسا ہی مجموعہ بشیر احمد سید نے " سرور کونین ۔ اغیار کی نظر میں " کتاب مرکز گوجرانوالہ سے
۱۹۷۲ء میں شائع کی دو سو صفحات پر مشتمل اس مجموعہ نظم و نثر میں رانا بھگوان داس بھگوان کے
تین مضامین بعنوان "رسول اللہؐ کی مکمل زندگی کے اخلاق حسنہ" رسول اللہؐ کا نظام سلطنت " اور
" رسول اللہؐ کی بہترین سیاست " اور مالک رام کا مضمون " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" سمیت

ایک درجن سے زائد ہندو و سکھ مضمون نگاروں کے نثرپاروں اور ۳۸ منظوم گلہائے عقیدت شامل ہیں ' ایک مجموعہ مولانا محمد حنیف یزدانی نے " محمد رسول اللہ غیرمسلموں کی نظر میں" کے نام سے مکتبہ نذیر لاہور سے ۱۹۷۹ء میں شائع کیا اسی طرح طالب حسین کرپالوی کی لکھی ہوئی "سیرت النبیؐ " کی جلد چہارم ہندو اور سکھ بزرگوں کی منظومات نثرپاروں اور اقتباسات پر مشتمل ہے یہ کتاب ۱۹۹۱ء میں اسلام آباد سے چھپی ہے اور ۲۵۴ صفحات پر ہے 'گو ہم ان ہندو مضمون نگاروں سے اپنے عقائد کی صحیح ترجمانی نہ کرنے پر بعض مقامات پر اختلاف کرتے ہیں لیکن ان میں سے بعض نثرپارے یقیناً ایسے ہیں جن میں غیر مسلم مضمون نگاروں نے حقیقی واقعات کی روشنی میں آنحضرتؐ کے بارے میں پھیلائے گئے من گھڑت قصوں کی خوب قلعی کھولی ہے اور حق گوئی و صداقت پسندی کی عمدہ مثالیں قائم کی ہیں۔

آیئے اب ہندو اور سکھ مصنفین کی لکھی ہوئی بعض کتابوں کا جائزہ لیتے ہیں ' جو انہوں نے دیسی زبانوں میں لکھی ہیں کہ ان میں سے بعض تو ایسی ہیں 'کہ بقول مولانا عبدالماجد دریا آبادی " اکثر مقامات پر ایک مسلمان کو بھی اس خلوص نیاز پر رشک آنے لگتا ہے۔ "(۵۸)

عرب کا چاند از سوامی لکشمن پرشاد

" عرب کا چاند " ایک جوانمرگ ہندو ادیب سوامی لکشمن پرشاد (۱۹۱۳ء - ۱۹۳۹ء) کی سیرت طیبہ پر ایک ادبی تحریر ہے جو کتابی سائز کے ۴۳۲ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور دو حصوں میں تقسیم ہے پہلا حصہ بعثت سے قبل عرب معاشرہ کے حالات سے حکم ہجرت اور دوسرا حصہ سفر ہجرت سے وصال مبارک کی آخری ساعتوں پر مشتمل ہے یعنی پہلا حصہ مکی زندگی اور دوسرا مدنی زندگی کا تذکرہ ہے اس کا پہلا ایڈیشن مصنف کی زندگی میں ۱۹۳۷ء میں دارالکتب سلیمانی قصبہ روڑی ضلع حصار سے شائع ہوا تھا دوسرا ایڈیشن بھی ۴۳ - ۱۹۴۴ء میں دارالکتب سلیمانی ہی نے شائع کیا جبکہ قیام پاکستان کے بعد مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور چھ ایڈیشن چھاپ چکا ہے۔

سوامی لکشمن پرشاد طبی دنیا میں حکیم کرشن کنور کے نام سے معروف ہوئے اور کئی سال

تک ٹوھانہ ضلع حصار سے طبی رسالہ " آب حیات " شائع کرتے رہے لیکن یہ صاحب طرز ادیب جوان سالی ہی میں جب ان کی عمر ۲۷/۲۶ سال تھی ۱۹۳۹ء میں دار فانی سے کوچ کر گئے ۔ گویا مصنف کی یہ کتاب عنفوان شباب کی تخلیق ہے جب طبیعت کی جولانیاں اپنے عروج پر ہوتی ہیں ' کتاب کے ادیبانہ رنگ عربی و فارسی الفاظ سے مرصع شاعرانہ انداز بیان اور عشق رسولؐ میں ڈوبی ہوئی طرز نگارش سے بعض لوگوں نے اول اول اسے کسی ہندو اہل قلم کی تصنیف ماننے کے بجائے دارالکتب سلیمانی کے مالک اور صاحب طرز ادیب حکیم محمد عبداللہ ہی کو اس کا اصل مصنف قرار دینے کی کوشش کی کیونکہ بقول حکیم محمد عبداللہ ان لوگوں کے نزدیک "اردو لکھنے کی ایسی بے پناہ صلاحیت اور حب نبویؐ میں سرشار ایسا ادیبانہ رنگ کسی ہندو کے بس کی بات نہ تھی" (۵۹) اور یہ کہ سوامی لکشمن پرشاد دوسرے غیر مسلم سیرت نگاروں کے برعکس "کچھ اس انداز عاشقانہ سے عالم وارفتگی میں حب نبوی میں سرشار ہو کر قلم کو تھامتا ہے تو دنیا و مافیہا سے غافل ہو کر سیرت مصطفیؐ کی وادی میں سرپٹ دوڑتا چلا جاتا ہے اور سر راہ کوئی شے مانع نہیں بنتی ۔" اللہ پر اس کا ایمان حضرت محمد کو رسول اللہؐ مانتا ہے اور جگہ جگہ فداہ امی و ابی و روحی الفا" الفا" لکھتا ہے ۔ (۶۰)

حکیم عبداللہ مزید لکھتے ہیں کہ "سوامی لکشمن پرشاد اپنے رویوں میں حق گو' جرات مند اور باضمیر تھا جب اس کے ایک ہندو دوست نے اسے سوامی دیانند کی سوانح عمری لکھنے کے عوض بھاری رقم دینے کی پیش کش کی تو سوامی لکشمن نے یہ کہہ کر اس پیشکش کو ٹھکرا دیا کہ وہ سوامی دیانند کو اس قابل نہیں سمجھتا" (۶۱)

گویا وہ ایمان بالقلب کی حد سے گذر چکے تھے اور زندہ رہتے تو "تصدیق باللسان" کی حد تک بھی آجاتے ہمارے اس تاثر کی تصدیق کتاب کے شروع میں سوامی لکشمن کے دیباچہ سے بھی ہوتی ہے۔

دیباچہ کا عنوان انہوں نے "سخن ہائے گفتنی" رکھا ہے اور اس میں جگہ جگہ اسلامی تعلیمات کی تصدیق کرتے ہیں اور سرور کائناتؐ کی سیرت مقدسہ پر قلم اٹھانے کا سبب بھی یہی بتاتے ہیں کہ انہوں نے " جہالت کی شب تاریک میں علم و عرفان کی ضیاء پاشیوں سے روشنی پھیلائی اور اپنے اصول کے مذبح پر اپنی زندگی کے تمام عیش و عشرت کو قربان کر دیا" (۶۲) اور اسی

حوالے سے وہ دنیائے انسانیت کے رہنماؤں اور جلیل القدر پیغمبروں میں حضرت محمد رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سر فہرست رکھتے ہیں اور اس "انتخاب" کے معترضین ان کے نزدیک "متعصب اور تنگ نظر" ہیں ان کے نزدیک "دوسرے تمام پیغمبروں اور رہنماؤں کی تعلیمات صرف اپنے اپنے دور میں درست اور قابل عمل تھیں" (۶۳) جبکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اطہر اور بیش بہا بصیرت افروز تعلیمات و تلقینات کی "چمک تا قیام قیامت کبھی کم نہ ہوگی" اور آج کے دور میں ان کی "اشاعت و تبلیغ کی اشد ضرورت ہے" (۶۴) کہ ان کا اسوہ حسنہ مینارہ نور ہے، ان کا یہی احساس اس کتاب کی تصنیف و تالیف کا جذبہ محرکہ تھا۔ "یہ کتاب نہ کسی مسلمان دوست کی خوشنودی کے لئے لکھی اور نہ ہی اپنے ہم مذہبوں اور دوسرے غیر مسلموں کو چڑانے کے لئے بلکہ یہ ان کے ضمیر کی آواز ہے اور ان کے اپنے الفاظ میں "ضمیر کی آواز کو میں وہ گوہر نایاب سمجھتا ہوں جسے میں کسی قیمت پر بھی فروخت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں"۔(۶۵)

سوامی لکشمن پرشاد کے مطابق وہ مئی ۱۹۲۹ء میں یہ کتاب لکھنے کا ارادہ کر چکے تھے اور اس عزم کے اظہار پر حکیم محمد عبداللہ نے انہیں ہدیہ تہنیت پیش کیا تھا لیکن چار سال تک "ناساعد اور ناموافق حالات" اور بیماری کے باعث وہ اس پر قلم نہ اٹھا سکے آخر حکیم محمد عبداللہ کے اصرار نے ان کے "شعلہ عزم" کو بجھنے نہ دیا اور بالا آخر یہ کتاب ۱۹۳۳ء میں منصہ شہود پر آئی۔

سوامی لکشمن پرشاد نے اگرچہ لکھا ہے کہ "موجودہ صورت میں یہ کتاب نہ گلہائے ادب کا کوئی دل پذیر گلدستہ ہے اور نہ تاریخی حقائق کا کوئی بصیرت افروز مجموعہ" (۶۶) مگر حقیقت یہ ہے کہ "یہ کتاب ادبی اعتبار سے بھی اپنا مخصوص مقام رکھتی ہے اور تاریخی حقائق کے بیان میں بھی عام طور پر امہات کتب تاریخ و سیر سے انحراف نہیں کرتی مصنف کے مطابق وہ "کتاب کے نفس مضمون میں نہ کسی کا شرمندہ اصلاح ہے اور نہ شرمندہ صلاح "اور اس نے" جو کچھ لکھا ہے اپنی تحقیق و تدقیق سے لکھا ہے" (۶۷) حیرت انگیز بات یہ ہے کہ زبان میں دلاویزی اور اسلوب کی رنگ آمیزی کے باوجود مصنف نے بیشتر واقعات کو مستند روایات کی بنیاد پر بیان کیا ہے۔ سوامی جی "گلہائے ادب" کے اس "دل پذیر گلدستہ" کو "حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے عشق جنون نواز کی دل افروز داستان کا ایک پھٹا ہوا ورق" (۶۸) قرار دیتے ہیں اور بلاشبہ اس

جواں مرگ ہندو ادیب کی لکھی کتاب سیرت کی سطر سطر عشق رسول میں ڈوبی ہوئی ہے ' جو اپنے طرز نگارش اور جوش و وارفتگی کے حوالے سے ایک عاشق محب رسول کی " داستان سوختہ دلی ہے"۔

ڈاکٹر انور محمود خالد نے بالکل بجا لکھا ہے کہ " عرب کا چاند " زبان کی پختگی ' عبارت کی چستی ' تشبیہ و استعارے کی فراوانی ' تخیل کی بلندی اور اسلوب کی دل آویزی کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے مصنف نے جوادبی اسلوب کتاب کے شروع میں اختیار کیا ہے اسے اختتام تک نبھایا ہے اور زبان پر کہیں اپنی گرفت ڈھیلی نہیں ہونے دی"۔ (۶۹)

سوامی لکشمن کے " نغمہائے گفتنی" سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کتاب کا نام انہوں نے "یثرب کا چاند" تجویز کیا تھا لیکن جب زیور طباعت سے آراستہ ہوئی تو اس کا نام "عرب کا چاند" قرار پا چکا تھا ' بعض حوالجاتی کتب میں سوامی جی کی ایک اور کتاب "کفر شکن پیکر جمال" کا حوالہ بھی ملتا ہے ' جو ۱۹۳۷ء میں دارالکتب سلیمانی ہی سے شائع ہوئی۔ اس کے صفحات ۲۴ تھے ایسا لگتا ہے کہ یہ کوئی الگ کتاب نہ تھی بلکہ زیر نظر کتاب ہی کا ایک حصہ تھا جسے الگ ٹریکٹ کی صورت میں چھاپا گیا ہو گا کیونکہ اس عنوان سے کچھ صفحات زیر نظر کتاب میں بھی موجود ہیں۔

سوامی لکشمن پرشاد کے بارے میں حکیم محمد عبداللہ نے بالکل بجا لکھا ہے کہ "سیرت مبارکہ کے جن مسائل پر ہمارے علمائے دین بھی کھل کر اظہار خیال کرنے سے کتراتے ہیں ان کا ذکر کرنے میں یہ ہندو نوجوان نہ صرف گھبراتا نہیں بلکہ انہیں جوں کا توں تسلیم کرتا ہے وہ خود لکھتا ہے"۔

"بہت ممکن ہے کہ بہت سے سائنس زدہ لوگ ان حیرت خیز اور استعجاب انگیز واقعات کی تہہ میں کوئی حقیقت نہ دیکھ سکیں بلکہ انہیں افسانہ قیس یا داستان پری اور عقیدت مند دماغوں کے رنگین تخیل کے سوا کسی اور چیز سے تعبیر نہ کریں ------ مگر حیات محمدی کے واقعات تاریخی واقعات ہیں اور ان کو اسی نظر احترام سے دیکھا جائے ------ ان کی تہہ میں صداقت موجود ہے اور ان سے انکار نہیں کیا جا سکتا"۔ (۷۰)

مختصر یہ کہ سوامی لکشمن جی کی یہ کتاب نہ صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے ان کے والہانہ عشق کی ایک زندہ جاوید شہادت ہے بلکہ برصغیر پاک و ہند میں سیرت

رسولؐ پر قلم اٹھانے والے منصف مزاج غیر مسلموں کی تصانیف اور تحریروں میں بہت بلند مقام اور بلند آہنگ ہے ان کے عربی اور فارسی آمیز اسلوب نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ زبان کسی کی میراث نہیں ہوتی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہوں نے رنگینی عبارت کے شوق میں حقائق کو مسخ نہیں ہونے دیا بلکہ یہ کتاب تاریخ و ادب کا ایک دلفریب مرقع ہے ملاحظہ فرمایئے چند اقتباسات :

"تاریخی واقعات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح آشکارا ہے کہ دنیا کے رہبر اعظم حضور انورؐ کا بھولے پن کا زمانہ بھی ایسے طفلانہ افعال و اعمال سے یکسر تہی دامن ہے جو عوام سے اس عمر میں سر زد ہوتے ہیں اس بے فکری کے زمانہ میں بھی آپ کی غور و فکر کی قوتیں ایک ستارہ درخشاں کی طرح جو دور افق پر بادلوں میں سے چمک رہا ہو کبھی کبھی اپنا جلوہ طلعت افروز دکھا کر آپ کے تعلق میں آنے والے لوگوں کے دلوں میں ایک روشنی پیدا کر جاتی تھیں اور آپ کا شباب اس نرم رو دریا کی طرح تھا جس میں کوئی طلاطم خیز موج اٹھ کر ساحل کو فرسودہ نہیں بناتی جس میں نہ کبھی کوئی ایسی طغیانی آتی ہے جو اسکے راستہ کو بدل کر رکھ دے جذبات کے تموج اور امنگوں کی محشر خیزی کا یہ زمانہ اخلاق کے اعلیٰ ترین اصولوں سے آپ نے محصور کر لیا تھا۔" (۷۱)

"ایک حقیقی مصلح قوم کی تمام و کمال زندگی اپنی قوم کے تمام رسوم و رواج، عادات و اطوار اور طرز و طریق کے خلاف ایک زبردست صدائے احتجاج ہوتی ہے اور اس نئی زندگی کی جسے وہ قوم کے افسردہ اور مردہ تن میں پھونکنا چاہتا ہے ایک کامل و اکمل تفسیر وہ خود ہوتا ہے وہ قوم کو جس شاہراہ ترقی پر گامزن دیکھنا چاہتا ہے۔ پہلے خود اس پر سب سے آگے آگے چلتا ہے پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اپنے منہ بولے بیٹے کی طلاق شدہ بیوی سے شادی کرنا کسی صورت میں خلاف اخلاق قرار نہیں دیا جا سکتا مصلحت وقت اور ایک نئی راہ و رسم کی داغ بیل ڈالنے کا تقاضا بھی تھا کہ آپ وہی کچھ کرتے جو کچھ آپ نے کیا ہے اس لئے کسی شخص کو جو دیوانہ نہ ہو آپ کے اس عین جائز فعل پر حرف رکھنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں " (۷۲)

" یہ سعادت ابدی حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حصے میں آئی کہ ان کا حجرہ ایک ایسی نادرہ روزگار ہستی کا مدفن بنا جس کی تمام و کمال زندگی نور سحر کی ایک شعاع تاباں تھی جو خود درخشاں تھی اور جس چیز سے چھو جاتی تھی، اسے بھی درخشاں بنا دیتی تھی آہ مدفن کی وہ مقدس خاک اس کے ذروں کی تابانیاں تاقیام قیامت مہر و ماہ کی درخشانیوں پر بھی خندہ زن رہیں گی" (۷۳)

حضرت محمد صلعم بانی اسلام

از شردھے پرکاش دیوجی پرچارک براہمہ دھرم

ایک سو بتیس صفحات پر مشتمل یہ کتاب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مختصر لیکن جامع اور دلچسپ سوانح حیات ہے جو ۱۹۰۷ء میں براہمہ دھرم کے پرچارک پرکاش دیو جی نے لکھی اور شائع کی۔ اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے اور ہندوستان کے تمام مذاہب کے لوگوں میں مقبول ہوئی میرے سامنے کتاب کا تیسرا ایڈیشن ہے جو ۱۹۱۰ء میں نول کشور پرنٹنگ ورکس لاہور نے تین ہزار کی تعداد میں چھاپا پرکاش دیو جی نے "دیباچہ طبع ثالث" کے تحت لکھا ہے کہ "جو قبولیت اور پسندیدگی میری اس مختصر سی تالیف کو تھوڑے عرصے میں حاصل ہوئی ہے اسنے مجھے بہت جلد اس کی طبع ثانی اور ایک ہی سال بعد طبع ثالث کی جرات بخشی ہے" اس کی مقبولیت کا راز مصنف کا وہ موقف ہے جو معتدل ہے لیکن منصفانہ پر مبنی نقطہ نظر تھا جو اس زمانے میں نایاب نہیں تو کمیاب ضرور تھا۔ مصنف نے اس صورت حال کا ذکر خود "دیباچہ" طبع اول میں کیا ہے۔ جبکہ یوں بھی ان دنوں سیرت پر اردو زبان میں کتابیں بہت کم تھیں چنانچہ سیرت رسولؐ سے عام لوگوں بالخصوص مسلمانوں کی بے خبری پر اظہار تاسف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

"اس ناواقفیت اور بے خبری کا بڑا سبب یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے حالات میں جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں وہ زیادہ تر عربی زبان میں ہی لکھی گئی ہیں جن پر اردو خواں پبلک کی دسترس نہیں ہے ------ (اسکے علاوہ) ان کتابوں کو اگر اردو میں ترجمہ بھی کیا جائے تب بھی اہل اسلام کے سوا دیگر مذاہب کے پیرو ان کتابوں میں کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے" (۷۴)

اس دور میں انگریزی میں مستشرقین کی طرف سے لکھی گئی کتابوں کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ "بعضوں نے تو محض تعصب سے اپنے دل کا بخار نکالا ہے اور **بعضوں** نے جو کچھ کوڑا کرکٹ ادھر ادھر سے ہاتھ لگا سب اس میں بھر دیا ہے" (۷۵) البتہ سید امیر علی کی تصنیف کو وہ قابل قدر گردانتے ہیں، لیکن انگریزی میں ہونے کے باعث اس سے بھی صرف انگریزی خواں طبقہ ہی فائدہ اٹھا سکتا تھا اسی طرح "خطبات احمدیہ" بھی زیادہ تر نصاریٰ کے اعتراضات کا رد ہے اس لئے عام آدمی اس سے بھی مستفیض نہیں ہو سکتا تھا اس احساس نے شردھے پرکاش دیو کو یہ

کتاب لکھنے کی ترغیب دی اور ان کے الفاظ میں " یہ کتاب بالکل بے تعصبانہ اور دوستانہ انداز میں لکھی گئی ہے " (۷۶) کیونکہ " تنگدل اور متعصب لوگ ایسے بزرگ (جس نے وحشی اور کندہ ناتراش ملک عرب کو خدا کی توحید کی تعلیم دی اور صراط مستقیم دکھائی) کی نسبت کچھ بھی کہیں لیکن جو لوگ انصاف پسند اور کشادہ دل ہیں وہ کبھی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صاحب کی ان بے بہا خدمات کو کہ جو وہ نسل انسانی کی بہبودی کے لئے بجا لائے بھلا کر احسان فراموش نہیں ہوسکتے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ پرلے درجے کے تنگ دل اور ناحق شناس ہیں" اس لئے کہ :

"آنحضرتؐ کی ذات سے جو فیض دنیا کو پہنچے ان کے لئے نہ صرف عرب بلکہ تمام دنیا کو ان کا شکر گذار ہونا لازم ہے کون کون سی تکلیفیں ہیں جو اس بزرگ نے نسل انسان کے لئے اپنے اوپر برداشت نہیں کیں۔" (۷۷)

واقعہ یہ ہے کہ شردھے پرکاش دیو نے نہ صرف سیدھے سادھے اور عام فہم انداز میں مبنی بر انصاف نقطہ نظر کے ساتھ سرور کائناتؐ کی زندگی کے واقعات قلم بند کئے ہیں بلکہ آنحضرتؐ کی ذات مبارک پر بعض حلقوں کی طرف سے لگائے گئے الزامات کا جواب بڑے مدلل انداز میں دیا ہے۔ اسی لئے تو مولانا الطاف حسین نے اس کتاب سیرت کا خیرمقدم کرتے ہوئے لکھا تھا کہ انہوں نے اس کتاب کے بارے میں جو کچھ پڑھااور سنا تھا اس سے بہت زیادہ اس کو تعریف کے لائق پایا۔ معزز مصنف نے یہ کتاب لکھ کر سچائی اور حق پسندی کی ایک ایسی مثال قائم کی ہے جس کی ہم سب ہندوستانیوں کو تقلید کرنی چاہیے ------ شردھے پرکاش دیوجی نے یہ کتاب مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے نہیں بلکہ صداقت کے اظہار کے لئے لکھی ہے لیکن چونکہ مسلمانوں کا خوش ہونا اس کا لازمی نتیجہ ہے اس لئے وہ تمام مسلمانوں کی طرف سے دلی شکریے کے مستحق ہیں۔" (۷۸)

اسی طرح مولانا ظفر علی خان نے " زمیندار " میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھا " ہم نے اس کتاب کو الف سے ی تک پڑھا آنحضرتؐ کے حالات زندگی اردو زبان میں نہایت نیک نیتی ، دلی صفائی اور پاکبازی کے ساتھ لکھے گئے ہیں گو مصنف صاحب معجزات اور وحی کے قائل نہیں ، مگر ان کی تحریر صاف طور پر ظاہر کر رہی ہے کہ اس کتاب کے ہیرو فی الحقیقت کامل و اکمل بشر اور اپنے راسخ اور سچے متبعین کے لئے ذریعہ نجات و فلاح تھے ------ مصنف نے آنحضرتؐ

کے حالات ایسے دلکش پیرایہ میں لکھے ہیں کہ اس کتاب کے پڑھتے پڑھتے ہمیں یہ معلوم ہو رہا تھا کہ ہم قرون اولیٰ میں بیٹھے ہوئے ہیں مخالفین اسلام آنحضرت پر دو اتہام دیا کرتے ہیں ' اول یہ کہ آپ کے نو حرم تھے اور دوم یہ کہ آپ نے مذہب کے لئے تلوار اٹھائی۔ مگر اس کتاب کے پڑھنے سے نہ صرف دونوں الزام لچر و پوچ بلکہ آنحضرتؐ کے یہ دونوں افعال عین صواب ثابت ہوتے ہیں ' ہم نے اس کتاب کو اپنے بچوں کے پڑھنے کے قابل سمجھا اور ان کے حوالے کیا مصنف نے اردو خواں مسلمانوں پر بلکہ تمام اردو داں پبلک پر بڑا احسان کیا ہے کہ آنحضرتؐ کے حالات نہایت سلیس اور عمدہ زبان میں لکھ کر انہیں ایک اہم دینی اور دنیاوی مضمون پر مطلع کیا اور چونکہ یہ ایک غیر مسلم روشن ضمیر مصنف کی تحریر ہے ہمیں امید ہے کہ بہت سے غیر مذہب بھی اس سے مستفید ہوں گے۔" (۷۹)

"ماڈرن ریویو" الہ آباد نے اس کتاب کو اردو لٹریچر میں " مفید اضافہ ' غیر متعصبانہ اور مذہبی عناد سے پاک " قرار دیتے ہوئے لکھا کہ اس کتاب سے " حضرت محمد صاحب کی زندگی اور کام کی بابت جو غلط فہمیاں اور ناواقفیت کے سبب سے جو غلط بیانیاں خاص خاص اشخاص کے دل میں ہیں دور ہوں گی " اور "صداقت اپنے اصلی رنگ میں چمکے گی۔"(۸۰)

"آبزرور" لاہور نے غیر مسلم کی لکھی ہوئی "مستند سوانح عمری" اور "لاثانی کتاب" ٹریبون لاہور نے "ہر مذہب و ملت کے اشخاص کے لئے پسندیدہ خاطر کتاب " آریہ گزٹ لاہور نے "آشتی آمیز لٹریچر کی توجہ اور تقلید کے قابل مثال" قرار دیا جبکہ اخبار ہندوستان لاہور نے لکھا کہ "جن لوگوں کو حضرت محمد سے بے جا تعصب ہو جاتا ہے ان کے فضول تعصب کو رفع کرنے کے واسطے واقعی یہ کتاب عمدہ نسخہ ہے "علی گڑھ گزٹ کے مطابق" کتاب کا پڑھنے والا آنحضرتؐ کو عزت اور تعظیم سے دیکھنے پر مجبور ہو جاتا ہے" ماہنامہ انجمن حمایت اسلام لاہور نے "ایک دیانتدار راست باز اور حق پسند" غیر مسلم مصنف کی قابل قدر تصنیف قرار دیا اور سید ممتاز علی نے "تہذیب نسواں" میں لکھا کہ " ہم بلا مبالغہ کہہ سکتے ہیں کہ اس قسم کی کوئی ایسی مختصر اور عمدہ کتاب اس مضمون پر نہیں ہے ہم سفارش کرتے ہیں کہ اس کتاب کا ایک ایک نسخہ ہر مسلمان کے گھر میں ہونا چاہیے۔"(۸۱)

شردھے پرکاش دیو جی کی یہ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے شروع میں آنحضرتؐ صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم کی ولادت کے وقت عربوں کے حالات بیان کئے گئے ہیں ان کے رسوم و رواج ' عادات و اطوار اور مذہب کا ذکر کیا گیا ہے اس کے بعد "مسدس حالی" اور "بوستان سعدی" سے بھی مدد لی گئی ہے ۔ روایات و واقعات مستند کتب سیرت سے اخذ کئے گئے ہیں گو کہیں کہیں مصنف نے اپنے قیافہ سے بھی کام لیا ہے لیکن اس سے کتاب کے مستند و معتبر ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا اسی طرح مصنف کے معجزات و وحی کا قائل نہ ہونے سے بھی کتاب کی اثر انگیزی متاثر نہیں ہوتی ' " حضرت محمد صاحب ۔ بانی اسلام " بلاشبہ ایک غیر مسلم مصنف شردھے پرکاش دیو جی کا بحضور سرور کائناتؐ ایک قابل قدر نذرانہ عقیدت ہے اور ڈاکٹر انور محمود خالد کے الفاظ میں "عبارت کی سادگی ' الفاظ کی موزونی اور واقعات کی دل آویزی کی وجہ سے اپنی مثال آپ ہے" مصنف نے جا بجا ان الزامات کی تردید کی ہے جو متعصب غیر مسلم مورخین ناجائز طور پر لگاتے ہیں مستشرقین نے متعدد شادیوں کے حوالے سے آنحضرتؐ کی ذات پر جو حملے کئے ہیں مصنف نے ان کا منطقی رد کیا ہے اس طرح مصنف نے بعض دوسرے معاملات میں سرور کائناتؐ کے معترضین کا رد کیا ہے مثلاً" بنو قریظہ کو ملنے والی سزا کے بارے میں وہ کہتے ہیں "یہ سزا بظاہر بہت بیدردی کی صورت رکھتی تھی لیکن جن حالات میں وہ صادر کی گئی ان کے لحاظ سے غیر منصفانہ نہ تھی اس زمانے کی مہذب ترین گورنمنٹ بھی ایسے مجرموں کے لئے یقیناً یہی سزا تجویز کرے گی اور کچھ شک نہیں کہ دو ڈھائی سو مفسدوں کی جانوں کے مقابلے میں تمام ملک کا امن زیادہ وقعت رکھتا تھا۔"
(۸۲)

مصنف ازواج مطہرات کے بارے میں بھی نہایت مودب اور سعادت مند ہیں مثلاً" وہ واقعہ افک کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

" جب یہ خبر قافلے اور قافلے سے مدینے میں پہنچی تو بد باطن اور خبیث النفس لوگوں نے جن کے دل ہمیشہ ناپاکی سے بھرے رہتے ہیں طرح طرح کی ناپاک باتیں گھڑیں اور حضرت عائشہؓ پر بہتان باندھے ۔ حضرت کو ان باتوں کو سننے سے بہت رنج ہوا' اور مقتضائے بشریت تشویش پیدا ہوئی اور تمام مہینہ پریشانی میں گذرا مگر چونکہ دشمنوں کے بہتان کی کوئی اصلیت نہ تھی اور عائشہؓ کی ذات ستودہ صفات ایسے خیالات سے پاک تھی خداوند تعالٰی نے اپنے فضل سے حضرتؐ کی پریشانی دور کرکے آپؐ کو اطمینان بخشا ۔ بدباطن لوگوں کو قانون شرعی کے بموجب اسی اسی ضرب

تازیانہ کی سزا دی گئی۔" (۸۳)

رسول عربیؐ ——— از پروفیسر جی۔ ایس دارا

"رسول عربیؐ" یا "محمد کی سرکار" ایک سکھ مصنف پروفیسر جی ایس دارا بار ایٹ لا (سردار گوردت سنگھ دارا) کی تصنیف ہے ' جو ہائی کورٹ پنجاب کے ایڈووکیٹ اور رسالہ "انڈیا" لندن کے ایڈیٹر تھے ان کا تعلق پنجاب کے ایک معزز اور علم دوست سکھ گھرانے سے تھا ان کے والد محکمہ مال میں تحصیلدار تھے وہ خود بھی ۱۸ سال کی عمر میں نائب تحصیلدار کی حیثیت سے ملازم ہوئے لیکن ان کی طبع آزادی پسند ملازمت کی پابندیاں برداشت نہ کر سکی تو ۱۹۱۴ میں بیرسٹری کر کے ملازمت سے استعفیٰ دیدیا اور وکالت شروع کر دی مگر اس پیشہ میں بھی نہ چل سکے اس لئے ۱۹۱۹ء ۔ ۱۹۲۰ء میں انگلستان کا رخ کیا اور ایک انگریزی رسالہ "انڈیا" نکالا جسے خسارہ کے باوجود انہوں نے بڑی محنت اور ایثار سے جاری رکھا "انڈیا" ہندوستان کی تحریک آزادی کا علمبردار تھا ' لیکن کانگریس کی بہت سی باتوں بالخصوص اس کی "ہندو پرستی" سے اختلاف رکھتا تھا ' ۱۹۱۹ء میں جب وہ لاہور سے لندن منتقل ہوئے تو اس کتاب کا مسودہ ان کے پاس تیار تھا جس میں وہ اضافہ و ترمیم کرتے رہتے تھے ' ۱۹۲۰ء میں سید سلیمان ندوی ' مولانا محمد علی جوہر کے ساتھ وفد خلافت میں لندن گئے تو مصنف نے اپنی کتاب کا مسودہ انہیں دکھایا اور سید صاحب مصنف کی "بے تعصبی اور توحید پرستی" سے بہت متاثر ہوئے اور "اشاعت اول کے لئے دیباچہ بھی عطا فرمایا" (۸۴) جس میں سید صاحب نے دل کھول کر "رسول عربی" کی تعریف کی' لکھتے ہیں :

" دارا صاحب نے پیغمبر اسلام کی سوانح عمری بڑی بے نفسی اور بے تعصبی کے رنگ میں لکھی ہے 'کتاب کے حرف حرف سے عشق و محبت کے آب کوثر کی بوندیں ٹپکتی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے والے کا قلم کس جوش و خروش کے دریا میں بہتا جا رہا ہے ...... یہ ناممکن ہے کہ کوئی نامسلم اس سے زیادہ خلوص و محبت کی نذر دربار رسالت میں پیش کر سکتا اور یہی اس کتاب کی بہترین خصوصیت ہے۔" (۸۵)

اس کتاب کی اشاعت اول ۱۹۲۴ء یا ۱۹۲۷ء میں دھلی سے ہوئی جبکہ دوسرا ایڈیشن ۱۹۴۱ء میں

شاعر اسلام حفیظ جالندھری کے زیر اہتمام مجلس اردو ماڈل ٹاؤن لاہور نے چھاپا جو ۶" x ۱۱" کے ۱۹۰ صفحات پر مشتمل تھا اور اس وقت یہی راقم الحروف کے زیر نظر ہے۔

اس کتاب کا محرک مصنف کے الفاظ میں "پیغمبر اسلامؐ کی شان کے خلاف اس نوع کی کہانیاں اور من گھڑت قصے ہیں جن کے سننے سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ' جنہوں نے مصنف کو پیغمبر اسلامؐ کی زندگی کے حالات خود پڑھنے پر اکسایا تاکہ وہ قصوں کی تردید یا تصدیق کر سکیں " جوں جوں ان کا مطالعہ بڑھتا گیا آنحضرتؐ کی عظمت ان کے دل میں سوا ہوتی گئی جس نے حاصل مطالعہ کو کتابی صورت دینے کی راہ دکھائی اور سردار صاحب کے اپنے الفاظ میں "پنجابی ' ہندی ' اردو فارسی ' عربی کے پھول ' جہاں جہاں سے مجھے دستیاب ہوئے میں نے اپنے گلدستہ کے لئے چن لئے اور نام اس کا "رسول عربی" رکھ کر قوم کی خدمت میں نذر کیا"(۸۶)

کتاب کے مارکیٹ میں آنے پر ان کے غیر مسلم اور نو تعلیم یافتہ دوستوں نے بھی "کتاب کو مسلم دوستوں کا اثر" قرار دیا جبکہ بعض ایک نے یہ الزام دیا کہ:

"اس طرح کی کتابیں وہی مصنف لکھا کرتے ہیں جن کو ضرورت زر و زن کی ہو" لیکن درویش منش اور انصاف پسند مصنف کے خیالات میں کوئی تبدیلی نہ آئی بلکہ بیس سال بعد انہوں نے اسے اسی انداز میں دوبارہ چھپوانے کا اہتمام کیا اور اس مرتبہ شیخ سر عبدالقادر اور حفیظ جالندھری نے ان سے تعاون کیا چنانچہ شیخ عبدالقادر نے طبع ثانی کے لئے "تقریب" بھی لکھی جس میں وہ کتاب کے محرک تصنیف پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ان (جی۔ ایس دارا) کو جو سچی ارادت اپنے بزرگ گورو نانک جی سے ہے غالباً" وہی اس کتاب کے لکھنے کی محرک ہوئی ہو گی ' گورو نانک جی شمع توحید کے پروانے تھے اور پیغمبر اسلامؐ کے پیغام کی دل سے قدر کرتے تھے"(۸۷)

شیخ سر عبدالقادر مزید لکھتے ہیں "خود مسلمانوں کے لئے ایسی کتاب کی اشاعت اس لئے خاص دلچسپی رکھتی ہے کہ ان کی محبت اپنے پیغمبرؐ سے اور مضبوط ہوتی ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ دوسرے بھی ان کے احسانات کو مانتے ہیں فطرت کے اس جذبہ کو غالب نے کس خوبی سے بیان کیا ہے۔

سب رقیبوں سے ہوں نا خوش پر زنان مصر سے
ہے زلیخا خوش کہ محو ماہ کنعان ہو گئیں

میں بھی اپنے دوست دارا صاحب سے خوش ہوں کہ وہ "ماہ عرب" کی تعریف میں ہم نوا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ میرے مسلمان بھائی بھی ان کی انصاف پسندی اور عقیدت مندی کی داد دیں گے۔"(۸۸)

دوسرے ایڈیشن کے ساتھ حفیظ جالندھری کا " پیش لفظ " بھی شامل ہے جس میں انہوں نے لندن میں دارا صاحب سے ملاقات' ان کی کتاب کو دوبارہ چھپوانے کے اشتیاق اور اس کے لئے ان کی طرف سے جملہ حقوق دائمی طور پر پبلشر کے نام محفوظ کر دینے کی پیشکش کا ذکر کیا ہے پھر مجلس اردو کی طرف سے اس کی اشاعت کے بارے میں لکھا ہے کہ "یہ محض وعدے کا پاس ہی نہیں بلکہ ایک سکھ محب رسول کی تصنیف کو شائع کرنے پر حصول ثواب کا شوق تھا جس کے باعث یہ کتاب مجلس اردو کی طرف سے شائع کی گئی" وہ مزید لکھتے ہیں "مجھے امید ہے کہ اس کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا ذوق شوق سے پڑھا جائے گا اس سکھ بزرگوار کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھا جائے گا جس نے ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اس طرح اظہار محبت کیا جیسا کہ ایک مسلمان کو کرنا چاہیے۔"(۸۹)

کتاب کا انداز بیان اور طرز نگارش اتنا عقیدت مندانہ ہے کہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کو "اخبار ہمدرد" میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھنا پڑا "جی۔ ایس دارا کا نام اب تک لندن کے ایک انگریزی رسالہ انڈیا کے ایڈیٹر کی حیثیت سے معروف تھا لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ ان کا کعبہ لندن نہیں کعبہ حجاز ہے ان کی آنکھیں برقی جگمگاہٹ سے نہیں ' روح کی نورانیت سے منور ہو رہی ہیں ------- "رسول عربیؐ" اس مختصر و جامع رسالہ کا نام ہے جو دارا صاحب کے تخم محبت کا ثمر اولین ہے اس میں سرور عالم صلعم کے حالات مبارک شروع سے آخر تک اس انداز میں جمع کئے گئے ہیں کہ اکثر مقامات پر ایک مسلمان کو بھی اس خلوص نیاز پر رشک آنے لگتا ہے۔"(۹۰)

یہ کتاب چار حصوں پر مشتمل ہے اور ہر حصہ کئی ابواب میں منقسم ہے ' ابواب کی مجموعی تعداد ۲۵ ہے کتاب کی ابتدا میں مصنف نے "بحضور رسول عربیؐ " کے عنوان سے جو پیراگراف لکھا ہے۔ اس میں بڑے عقیدت مندانہ انداز میں سر زمین عرب ' ہمالیہ کی بلند چوٹیوں اور آب

گنگا سے خطاب کیا ہے اور انہیں آنحضرتؐ کی فضیلت سے آگاہ کیا ہے وہ ایک طرف اردو ادب کا شاہکار ہے اور دوسری طرف عشق و محبت اور عاجزی و انکساری کا مرقع ہے' ملاحظہ فرمایئے۔

بحضور رسول عربیؐ

ایک صاحب کمال آیا جس نے جلوہ حق دکھایا جس کسی نے اسے پریم کی آنکھوں سے دیکھا اس کی تمنائے زندگی پوری ہو گئی جس کی نگاہ شوق اس پر پڑی اسے منہ مانگی مراد مل گئی جس بشر کو اس من موھن نے اپنا درشن دیا اس کے جنم بھر کا پاپ کٹ گیا۔

آناں کہ خاک رابہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمے کنند

اے عرب! کیا ہی عجب ہوں گے تیرے بھاگ جو تو نے نور خدا اپنی آنکھوں دیکھا کیا ہی اچھے ہوں گے تیرے بخت جو تو نے حبیب خدا کے اپنی آنکھوں درشن کئے"

"اے سرزمین عرب! آج وہ دن ہے کہ تیرا نام ورد زبان جہاں ہے اور خلق خدا تیرا ذکر خیر کرتی ہے کون آنکھ ہے جو تیرے درشن کو نہیں ترستی وہ کون دل ہے جو تیری دید کی تمنا نہیں رکھتا وہ کون ملک ہے جس نے تیرے شاہ کا سکہ نہیں مانا اور وہ کون فرمانروا ہے جس نے تیری حشمت اور دبدبہ کو نہیں جانا اے خطہ عرب! تو نے اب پرانا جامہ اتارا' تو نے نیا اوتار دھارا' اے عرب تو نے نیا جنم پایا کیونکہ تجھے رسول خدا ہاتھ آیا اے عرب! رب کے رنگ نیارے ہیں داتا جسے چاہے دیدے ورنہ تیرے ہاتھ آئے یہ دولت محمدی' تجھے نصیب ہو یہ جمال احمدیؐ۔

اے ہمالیہ کی بلند چوٹیو! تم ہی کچھ کہو' سینکڑوں رشیوں نے تمہاری شفقت اور پیار کی گود میں نواس کئے صد ھا جوگیوں نے تمہارے پہلوئے محبت میں جوگ کمائے ہزاروں تپشروں نے تمہاری آغوش الفت میں تپ دھارے' لاکھوں گروؤں سدھوں نے تمہارے ہاں چرن کنول ڈالے۔

اے کوہ ہمالیہ! مگر سچ کہنا کہیں دیکھا ہے تو نے وہ مکہ کا راج دلارا' کہیں نظر پڑا ہے تجھے بھی وہ مدینہ کا پیارا۔

اے رود بار گنگا' تیرے پوتر جل نے پجاریوں کو رام نام جپایا تیری سیتل لہروں نے

مسافران عدم کو تھپک تھپک کر ابد کی نیند سلایا ' تیرے پاک پانی نے پریم کے جوت کا دیا ہر پری کے من میں جلایا تیرے میٹھے گھونٹوں نے معرفت کے تشنہ لبوں کو آب کوثر کا مزہ چکھایا ۔

اے موج گنگا ! جس کسی کی آنکھیں تجھ سے دو چار ہوئیں تو نے اسے گنگ منتر پڑھا کے چھوڑا جو تشنہ لب تیری نظر پڑا ' تو نے اسے گنگا جل پلا کے چھوڑا۔

اے آب گنگا ! آخر یہ تو کہہ کہیں اس آب زمزم والے سے بھی تیری آنکھ لڑی ۔ کہیں اس کی مدنی نے بھی تجھ سے کوئی گنگا جلی بھری ۔

اے تاجدار عرب ! سنتے ہیں ' تیری چھب عجب موھنی تھی اور تیرا روپ انوپ تھا ۔ اے دلدار عرب ! کہتے ہیں تیری پریت کی جوت جس من میں جگی وہ بجھائے نہ بجھی ۔ جس آنکھ پر تیری نگاہ پڑی وہ پھر تیری ہی ہو رہی ۔"

اس کے بعد اصل کتاب شروع ہوتی ہے حصہ اول میں عرب کا مختصر حال ' آنحضرتؐ کے والدین' آپ کی آمد کی صحائف آسمانی میں بشارت و ولادت سے نزول وحی تک ' حصہ دوم میں نزول وحی سے مدینہ میں آمد حصہ سوم میں جنگ بدر سے جنگ خیبر اور حصہ چہارم میں عہد نامہ حدیبیہ سے الوداعی حج و رحلت کے واقعات ترتیب وار درج کئے گئے ہیں ۔

ڈاکٹر انور محمود خالد جی ۔ ایس دارا پر شردھے پرکاش دیو جی اور کار لائل جیسے مصنفین کا خوشہ چین ہونے کا الزام رکھتے ہیں (۹۱) لیکن جی۔ ایس دارا نے تو خود "تمہید" کے زیر عنوان اعتراف کیا ہے کہ پنجابی ' ہندی ' اردو فارسی اور عربی کے پھول جہاں جہاں سے اسے دستیاب ہوئے اس نے گلدستہ کے لئے چن لئے۔ یوں بھی سیرت رسول کے بنیادی ماخذ ایک ہی جیسے ہیں۔

رسول عربیؐ کی اصل اہمیت اسکے سوانحی مواد سے زیادہ اس کے شاعرانہ اسلوب بیان کے باعث ہے عبارت میں عربی اور فارسی کے پہلو بہ پہلو ہندی الفاظ عجب بہار دکھاتے ہیں کئی مقامات پر عبارت مقفی ہے اور مصنف نے موقع و محل کے مطابق مختلف واقعات کی توضیح اور زور بیان کے لئے قرآنی آیات ' یوحنا کے اقتباسات ' مسدس حالی ' عربی ' فارسی اور اردو کی نعتوں کا استعمال کیا ہے ' مختصر یہ کہ اسلوب بیان کے لحاظ سے "رسول عربی" ایک سکھ کے مخلصانہ جذبات کی ایک دلچسپ اور دوامی یاد گار ہے۔

پیغمبر اسلام از لالہ رگھو ناتھ سہائے بی۔ اے

رائے صاحب لالہ رگھو ناتھ سہائے بی اے سابق پرنسپل کی یہ کتاب ۱۹۲۹ء میں شائع ہوئی۔ اس کے بارے میں محمد خالد اختر نے رسالہ افکار کراچی کے ندیم نمبر (شمارہ جنوری، فروری ۱۹۷۵ء) میں بزعم خود انکشاف کرتے ہوئے لکھا تھا کہ تین سو صفحات پر محیط یہ کتاب دراصل احمد ندیم قاسمی نے لالہ رگھو ناتھ کے لئے "تین سو روپے" معاوضہ پر لکھی تھی" اور یوں "یہ ایک نادار فاقہ کش مصنف کے استحصال کی ایک دلچسپ مثال ہے" جبکہ احمد ندیم قاسمی نے بھی ڈاکٹر انور محمود خالد کے مکتوب کے جواب میں ۱۸ / اپریل ۱۹۷۹ء کو انہیں لکھا "یہ کتاب انہوں نے" ایک ہندو بزرگ کی فرمائش پر لکھی تھی جو حضور کے بہت عقیدت مند اور معترف تھے۔ کتاب ایک عقیدت مند ہندو کے نقطہ نظر سے لکھی گئی تھی۔ "ازواج مطہرات کے بارے میں باب خاصی محنت سے لکھا گیا تھا کیونکہ ہندو حضور کی زندگی کے اس حصے پر بطور خاص معترض ہوتے تھے اور (مصنف) ہندو بزرگ چاہتے تھے کہ اس صورت حال کا منطقی اور قابل قبول جواز پیش کیا جائے سو وہ میں نے کیا اور وہ بہت خوش ہوئے شاید ستر روپے کا معاوضہ تھا، جس میں انہوں نے اس باب کو دیکھ کر مزید اضافہ کر دیا"۔

محمد خالد اختر کا دعویٰ کہ یہ دراصل احمد ندیم قاسمی کی تصنیف ہے، ندیم قاسمی کی اپنی وضاحت کے بعد غیر موثر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ قاسمی صاحب نے اعتراف کیا ہے کہ یہ ہندو بزرگ حضورؐ کے نہ صرف عقیدت مند تھے بلکہ ازواج مطہرات کے باب میں جو محنت قاسمی صاحب نے کی اس سے متاثر ہو کر طے شدہ معاوضہ کی رقم بڑھا دی جو خالد اختر کے بقول تین سو روپے ہو گئی۔ اس دور کے تین سو روپے آج کے کئی ہزار بنتے ہیں اس لئے اسے "استحصال" کی مثال قرار دینا زیادتی ہے۔ رہی کسی دوسرے سے کتاب لکھوانے کی بات، تو یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے اور اس صف میں اس صدی بلکہ ہمارے دور کے کئی نامور مصنف بھی نظر آتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ رئیس احمد جعفری سے منسوب اکثر کتابیں ان کے تنخواہ دار عملے کی محنت کا نتیجہ ہیں جن میں سے اکثر پر رئیس جعفری مرحوم نظر ثانی بھی نہ کر سکے۔ اسی طرح مکتبہ فرینکلن نے مولانا صلاح الدین احمد، مولانا غلام رسول مہر اور کئی دوسرے بزرگوں کے نام بطور مترجم استعمال کئے حالانکہ مولانا صلاح الدین احمد کو خود یہ گلا تھا، کہ ان کے نام سے ایک ترجمہ ایسا بھی چھپا ہے جو

معیاری نہیں ۔ اسی طرح سید امتیاز علی کے معروف ڈرامہ "انار کلی" کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کسی اور بزرگ کے زور قلم کا نتیجہ ہے جو ادارہ "پھول" کے ملازم تھے ۔لالہ رگھو ناتھ سہائے نے جو "پھول" کے مقابلہ میں نکلنے والے بچوں کے ہفت روزہ "گلدستہ" کے بانی و مدیر تھے اگر یہ کتاب قاسمی صاحب سے لکھوائی تو کوئی جرم نہیں کیا جبکہ قاسمی صاحب خود اعتراف کرتے ہیں کہ وہ ان پر اتنے مہربان ہوئے کہ طے شدہ معاوضہ سے کئی گنا زیادہ معاوضہ ادا کیا ۔ پھر یہ کہ قاسمی صاحب کے بقول انہوں نے یہ کتاب چار پانچ سو صفحات کی لکھی تھی مگر کانٹ چھانٹ کر مختصر کی گئی ۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ لالہ رگھو ناتھ خود بھی اہل قلم تھے اور فن تحریر و تدوین کے رموز کو بخوبی سمجھتے تھے کہ شائع شدہ کتاب میں کہیں جھول محسوس نہیں ہوتا۔ قاسمی صاحب کے مطابق اس کتاب کی اولین اشاعت "محمدؐ" کے نام سے ہوئی تھی لیکن بعد میں اس کا نام "پیغمبر اسلام" کر دیا گیا ۔ ہمارے نزدیک "چالبازی" لالہ رگھو ناتھ نے نہیں کی کہ قاسمی صاحب کی "محنت" کو اپنے نام سے منسوب کیا بلکہ زیادتی یہ ہے کہ طے شدہ معاوضہ سے زیادہ رقم وصول کرنے کے باوجود لکھاری نے اسے وہ ادبی رنگ نہ دیا' جو ان سے متوقع تھا' کیونکہ بقول خالد اختر "اس کتاب میں غالباً" کوئی ادبی خوبی نہ تھی" راقم الحروف نے اس کتاب کے چند اوراق دیکھے ہیں جو محمد خالد اختر کی اس رائے کی بڑی حد تک تصدیق کرتے ہیں' کتاب سیدھے سادھے انداز اور سلیس اردو میں لکھی گئی تھی اور زیادہ تر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں معروف روایات اور ان کی معروف تعلیمات پر مشتمل ہے مثلاً" "آنحضرت کی عادات" کے زیر عنوان لکھا ہے۔

"مزاج میں انکساری غضب کی تھی' کوئی تعظیم کے لئے کھڑا ہوتا تو اسے منع کر دیتے خواہ کوئی غلام بھی کھانے کو بلاتا تو اس کے ہاں بلا تکلف چلے جاتے اور سب کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے جب کسی مجمع میں جاتے تو سب کے ساتھ مل کر بیٹھتے"۔

اسی طرح "حضرت صاحب کی تعلیم" کے زیر عنوان چند سطریں ملاحظہ فرمایئے۔

"آپ نے مسلمانوں کے چار فرائض قائم کئے نماز' روزہ' حج' زکواۃ' پچھلے دو ان لوگوں کے لئے ضروری قرار دیئے گئے جنہیں روپیہ خرچ کرنے کی طاقت ہو"۔

رائے بہادر لالہ رگھو ناتھ سہائے کے لئے جذبہ محرکہ بین المذاہب امن و آشتی کی فضاء

پیدا کرنا اور رہنماؤں کی خود غرضی اور تنگدلی کے باعث پیدا ہونے والے تعصب اور نفرت کی فضا میں سرور کائنات کی حقیقی تصویر پیش کرنا تھا۔ طے شدہ ستر روپے معاوضہ کی بجائے تین سو روپے معاوضہ ادا کرنا‘لالہ رگھو ناتھ کی حبیبِ خدا سے محبت اور کتاب میں ظاہر کئے گئے خیالات کو مکمل طور پر اپنے جذبات و خیالات کے طور پر OWN کرنا اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ لالہ رگھو ناتھ کا عقیدہ و ایمان یہی تھا۔ اور یوں بھی کتاب ہمیشہ اسی کے نام سے منسوب ہوتی ہے جس کا اس پر نام چھپا ہو۔ پھر زیر نظر کتاب کے ضمن میں تو لالہ رگھو ناتھ نے طے شدہ معاوضہ کے چار گنا سے بھی زائد معاوضہ ادا کر کے ثابت کر دیا کہ اس میں جو کچھ کہا گیا وہ ان کے خیالات و جذبات ہیں‘پھر یہ کہ کتاب کا اولین ایڈیشن اس دور میں چھپا کہ جب برصغیر میں آریہ سماجیوں کی دریدہ دہنی اپنے عروج پر تھی‘ جس کے باعث اکثر و بیشتر ہندو مسلم فسادات ہوتے رہتے تھے ایسے ماحول میں ایک ہندو مصنف اور اہل قلم کی طرف سے ”پیغمبر اسلام“ کی اپنے نام سے اشاعت بلکہ اسے لکھوانے کا بطور خاص اہتمام کرنا‘قابل داد اور ان کی نا تعصبی کا ثبوت ہے اس کتاب کے ”ابتدائیہ“ میں جو یقیناً مصنف کا اپنا لکھا ہوا۔ وہ لکھتے ہے:

”مجھے یہ دیکھ کر بہت رنج ہوتا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے مذہبی رہنماؤں کو برا بھلا کہتے ہیں اور ذرا ذرا سے مذہبی اختلاف پر ایک دوسرے کی جان لینے کو تیار ہو جاتے ہیں“ ----

ان کے نزدیک یہ تعصبات و فسادات ”لیڈروں کی خود غرضی اور تنگ دلی کے علاوہ “گذارے” کے لئے مال بنانے کی ہوس کا نتیجہ ہیں“ وہ خواہش و دعا کرتے ہیں کہ ”اگر لوگ دوسرے مذاہب کے بزرگوں کا تعظیم کے ساتھ مطالعہ کریں اور ان کی زندگیوں کا حال پڑھیں‘تو ایک دوسرے سے محبت کرنا سیکھ جائیں کیونکہ مذہب کا کام محبت پھیلانا ہے نہ کہ نفرت‘پرماتما سے میری پرارتھنا ہے کہ وہ ہم سب کو ایک فراخدل اور بے تعصب آنکھ عطا کرے کہ ہم تمام نسل انسانی کو باوجود مختلف اختلافات کے اپنا بھائی سمجھ کر گلے لگا سکیں۔“ (۹۴)

حضرت محمدؐ اور اسلام از پنڈت سندر لال

پنڈت سندر لال الہ آبادی کی یہ کتاب ۱۹۴۲ء میں کشمیر ناتھ الہ آباد نے وسواتی پریس الہ آباد سے چھپوائی۔ پنڈت سندر لال ادیب ہونے کے علاوہ سیاستدان بھی تھے اور ان کے کئی

مسلمان علماء سے قریبی تعلقات تھے ۔ وہ ایک غیر متعصب اور صداقت شعار انسان تھے ۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ان کا عربی نام جمیل احمد ہے جو دراصل سندر لال کا ترجمہ ہے ۔ یہ ایک مختصر کتاب ہے اس کتاب کے لکھنے کے پیچھے بھی وہی جذبہ کار فرما تھا جس نے اس دور کے دوسرے غیر متعصب اور انصاف پسند غیر مسلموں کو سرور کائناتؐ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرنے پر مجبور کیا' پنڈت سندر لال نے نہایت سادہ اور شائستہ انداز میں سچائی اور عقیدت کے ساتھ سرور کائناتؐ کی تعلیمات پر قلم اٹھایا ہے زبان عام فہم لیکن ہندی الفاظ سے مرصع ہے نمونہ ملاحظہ فرمایئے ۔

"نماز کے بعد محمدؐ صاحب پھر عائشہؓ کی جھونپڑی میں چلے گئے' وہ بے حد تھک گئے تھے ایک ہری داتون مانگ کر انہوں نے دانت صاف کئے ۔ کلہ کر کے لیٹ گئے عائشہؓ کا ہاتھ محمد صاحب کے دھنے ہاتھ پر تھا ۔ انہوں نے عائشہؓ سے اپنا ہاتھ ہٹا لینے کا اشارہ کیا تھوڑی دیر میں دھیرے دھیرے یہ شبد ان کے منہ سے نکلے "اے اللہ مجھے معاف کر"۔

حضرت محمدؐ کی زندگی ـــــ ایک ہندو کی نظر میں

اس کتاب کے مصنف ڈاکٹر شنکر داس مہرو ایم بی بی ایس تھے اور انہوں نے یہ کتاب ۵۷ ۔ ۱۹۵۶ء میں بلیما ران دھلی سے خود ہی شائع کی تھی' کہ "پیغمبر اسلام کی سیرت پر لکھنا نہ صرف کار نیک ہے بلکہ کار ثواب بھی" اس لئے انہوں نے "پن" سے محروم ہونا پسند نہیں کیا ۔ تقریباً" تین سو صفحات پر محیط اس کتاب میں انہوں نے سرور کائنات کو ایک نئی راہ کے راہنما کی حیثیت سے پیش کیا ہے' ان کے نزدیک "حضرت محمد صاحب وہ مہان ہستی تھے جن کا سر ہمیشہ خدا کے سجدے میں رہا اور جن کا دل جسم اور دماغ انسان کی بھلائی میں' حضرت محمدؐ صاحب وہ انقلابی انسان تھے جنہوں نے تمام عمر بدی کے خلاف جنگ کی اور انسانیت کو اٹھانے کا پروگرام پیش کیا ـــ ۔ بلکہ اس کو سختی سے عملی جامہ بھی پہنایا' اور دنیا کو دین اسلام دیا۔ آپ نے جہاں ایک مہان نیک برھمن کا پارٹ ادا کیا وہاں ایک سچے بہادر کشتری کا بھی' آپؐ پر ہر فرد بشر کو ناز ہونا چاہئے"۔

ڈاکٹر شنکر داس مہرو کا امتیاز یہ ہے کہ وہ ایک حقیقت پسند مورخ کی حیثیت سے تحریک

اسلام اور تاریخ اسلام کو الگ الگ حیثیت دیتے ہیں "تاریخ اسلام مسلم عوام اور مسلم بادشاہوں کی"داستان ہے جس میں نیک و بد دونوں قسم کے عناصر ملتے ہیں اور ان دونوں کو غلط ملط کرنے کا نتیجہ سوائے بد گمانی اور گمراہی کے کچھ نہیں نکلتا ۔ ان کے نزدیک دین اسلام کی روح ربوبیت کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار اور اس پر عمل ہے کہ نسل آدم اشرف الخلائق ہے اور انسانوں میں کسی قسم کی تفریق جائز نہیں ۔ وہ تحریک اسلام کا تین یعنی مذہبی معاشرتی اور اقتصادی پہلوؤں سے جائزہ لیتے اور ہر پہلو سے اسے ایک مکمل نظام قرار دیتے ہیں ۔ ان کے نزدیک "انسان کا اس جنم اور عاقبت میں سدھار حضورؐ کے نقش قدم پر چلنے ہی میں ہے"۔ (۹۵)

برصغیر کے غیر مسلم مصنفین کی سرور کائناتؐ کی سیرت سے متعلق بعض تحریریں ہندی میں بھی ملتی ہیں ' آئندہ سطور میں ایسی ہی چند کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے ' جو "کلیتا" سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے متعلق ہیں یا ان میں سرور کائنات کا تذکرہ بڑی فراخدلی سے کیا گیا :

نراشنس اور انتم رشی : از ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے

یہ کتاب ۱۹۷۰ء میں سری سوات ویدانت پر کاشن سنگ دہلی نے شائع کی' اس میں فاضل مصنف نے دلائل و شواہد سے یہ ثابت کیا ہے کہ ویدوں میں "نراشنس" کے نام سے جس ذات اقدس کا ذکر ہے وہ سرور کائناتؐ کے سوا کوئی دوسری نہیں ہو سکتی کیونکہ دونوں شخصیتوں کے اوصاف میں سو فیصد مشابہت و یکسانیت ہے ۔

کالنکی اوتار اور حضرت محمدؐ : از ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے

یہ کتاب بھی سری سورات ویدانت پرکاشن سنگ ہی نے ۱۹۶۹ء میں شائع کی تھی ۔ اس میں فاضل مصنف نے براہین و شواھد سے ثابت کیا ہے کہ ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں "آخری اوتار" کی جن خصوصیات کا تذکرہ ہے وہ صرف حضرت محمدؐ میں پائی جاتی ہیں اور جس کالیکی (کلنکی) اوتار کا انتظار تھا وہ آنحضرتؐ ہی تھے ۔ وہ لکھتے ہیں ۔

"گیتا وید پرانوں کی تحقیق کے مطابق جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے آخری نبی ہیں اسی طرح ہندوؤں کے آخری اوتار بھی تھے" ۔

ہندومت میں "آخری اوتار" کی جو خصوصیات بتائی گئی ہیں وہ یہ ہیں ۔

(۱) پرانوں میں آخری اوتار کی سواری گھوڑا بتائی گئی ہے جو تیز رفتار ہو گا ' اس گھوڑے کو "دیودت" یعنی دیوتا کا عطیہ قرار دیا گیا ہے ۔ (براق النبی)

(۲) وہ آٹھ الٰہی صفات سے آراستہ ہو گا ۔

(ا) علم و دانائی (ب) عالی نسبی (ج) نفس پر قابو یافتہ (د) حامل وحی (ذ) طاقتور بہادر (ر) کم سخن (ز) صدقہ خیرات کرنے والا (س) شکر گذار اور احسان مند

(۳) جگت پتی یعنی معلم انسانیت ۔

(۴) آخری اوتار کی سب سے بڑی نشانی یہ ہو گی کہ وہ بدکاری کو مٹائیں گے اچھے لوگوں سے کچھ نہیں کہیں گے ۔

(۵) آخری اوتار کے چار مدد گار ہوں گے جو ہر طرح اس کی حمایت کریں گے۔ (خلفائے راشدین)

(۶) جنگ میں ان کی مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اتریں گے۔ (ولقد نصر کم اللہ ببدر انتم اذلتہ سورہ آل عمران : ۱۲۳)

(۷) آخری اوتار کا جسم پر نور ہو گا۔ اس جیسا پرنور کوئی دوسرا اوتار نہیں ہو گا ۔ (آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا روئے مبارک چودھویں رات کے چاند سے زیادہ تاباں و درخشاں تھا' رواۃ انس بن مالکؓ)

(۸) آخری اوتار کے جسم سے خوشبو نکلے گی جو ہوا میں مل کر لوگوں کے دلوں کو نرم کرے گی ۔ (میں نے کوئی عطر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پسینے کی خوشبو سے زیادہ اثر آفرین نہیں پایا ۔ رواۃ انس بن مالکؓ)

(۹) آخری اوتار معاشرے کی عظیم اصلاح کریں گے ۔

(۱۰) آخری اوتار کی پیدائش شمبھل کے " وشنوئش " (وشنو بھگت) کے یہاں ہو گی اور والدہ کا نام سومتی ہوگا ۔ (شمبھل کے معنی ہیں امن کا گھر اور مکہ مکرمہ ہی دارالامن ہے' وشنوئس یا وشنو بھگت کے معنی اللہ کا بندہ یعنی عبداللہ اور سومتی کے معنی امن والی کے ہیں اور یہی معنی "آمنہ" کے ہیں)

پنڈت اپادھیائے کلکی اوتار کی علامات اور سرور کائناتؐ کے خصائل و عادات و حالات

میں پوری طرح مناسبت اور یکسانیت پاتا ہے اور انہیں ہی ہندوؤں کے کلکی اوتار اور انتم رشی قرار دیتا ہے۔ پنڈت وید پرکاش کے مطابق اس کتاب کو لکھنے کی وجہ یہ تھی کہ انہیں ان کے ضمیر کی آواز نے مجبور کیا' کہ سچ کا اظہار کر دیا جائے وہ لکھتے ہیں "میرا کام صرف سچائی کو پہنچا دینا ہے حضرت عیسیٰ نے جن احمد کی پیشگوئی کی تھی اور وید ویاس جی نے جن کلکی اوتار کا تفصیلی ذکر کیا ہے' ان کی گواہی دینا میرا کام ہے' عیسائی مانیں نہ مانیں لیکن ہندو انہیں ضرور مانیں گے" (۹۶)

اسلام کے پیغمبر' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: از پروفیسر راؤ

یہ کتاب پروفیسر کے ایس راما کرشنا راؤ کی تصنیف ہے اور اسے کرینٹ پبلشنگ کمپنی دھلی نے ۱۹۸۳ء میں شائع کیا۔ اس کا اصل مسودہ انگریزی میں تھا' جسے فاضل مصنف نے خود ہی اردو اور ہندی میں ترجمہ کیا' پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ:

"سرور کائنات کی پوری شخصیت کا احاطہ کرنا بہت ہی مشکل ہے' میں ان کی ذات اقدس کی صرف چند جھلکیاں ہی دیکھ سکا ہوں۔" پھر کہتے ہیں "محمدؐ پیغمبر اعظم ہیں' محمدؐ عظیم سپہ سالار ہیں۔ محمد ایک بہت بڑے تاجر ہیں' محمدؐ ایک زبردست مقرر ہیں' محمدؐ عظیم ریفارمر ہیں' محمدؐ یتیموں کے ماویٰ ہیں' محمدؐ غلاموں کے ملجا ہیں' محمدؐ خواتین کے نجات دہندہ ہیں۔ محمدؐ ایک عظیم منصف ہیں۔ محمد مہارشی ہیں' ہر میدان میں ان کا کردار عظیم الشان ہے' اور انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں وہ ایک عظیم ہیرو کی حیثیت رکھتے ہیں"۔ (۹۷)

ان کتابوں کے علاوہ کئی غیر مسلم دانشوروں نے ہندی اور دیگر مقامی زبانوں میں بھی سرور کائناتؐ کی ذات اقدس کے بارے میں کتابیں اور مضامین لکھے ہیں۔ جن سب کا تذکرہ تو یہاں ممکن نہیں' البتہ چند ایک تحریروں کے اقتباس پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ سردار سورن سنگھ اپنے شاعرانہ ہندی مضمون "ویرتا" میں لکھتے ہیں۔

"ذرا رکیئے' ایک یتیم جو دنیا کے ہنگاموں سے دور ایک سر راہ پتھر کی طرح غار حرا میں محو خواب تھا' کوئی اسے نہیں جانتا تھا' وہ ایک متمول خاتون کی ملازمت کرتا تھا' اس کی دنیاوی حیثیت ایک عام آدمی سے مختلف نہ تھی' لیکن وہی گمنام شخص جب الہامی آواز پر اٹھ کھڑا ہوا' تو اس نے ہزاروں چنگاریاں سلگا دیں' جن کے باعث ریگزار عرب کا ظلمت کدہ یکایک روشن ہو گیا۔ اس

عظیم ہیرو کی ضیاء پاش آنکھوں نے اندر پرستا (دھلی) سے لے کر سپین تک ایک دنیا کو منور کر دیا۔ گمنام حرا سے اس نے جو آواز دی ہاں ! ہاں ! پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اللہ تبارک و تعالی کی عظمت کی گواہی (اللہ اکبر) دی تو پوری کائنات اس سے لرز اٹھی"۔(۹۸)

ایک دوسرے ہندی دانشور ناگیشوار پرشاد نے اپنے مضمون "پریم بھگت حضرت محمد" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں سرور کائناتؐ پر باندھے جانے والے اتہامات کا جواب دیا ہے' وہ لکھتا ہے۔

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دنیا میں سب سے مخلص اور عظیم ترین پریم بھگت تھے ۔ وہ عظیم پیغمبر تھے'اور جو شخص بھی غیر جانبدار اور غیر متعصب ہو کر ان کی زندگی کا جائزہ لیتا ہے وہ پکار اٹھتا ہے کہ وہ ایک عظیم مذہبی مبلغ تھے" ۔ (۹۹)

ایک تامل اخبار کے ایک سابق مدیر مسٹر ادھیار نے "اسلام سے مجھے پیار ہے" کے نام سے تامل اور ہندی میں ایک نہایت ہی موثر کتاب لکھی ہے' اس میں وہ لکھتے ہیں :۔

"اسلام کی گرانقدر دولت دنیا کو ایک غیر محفوظ اور بے بس یتیم سے ملی ہے'یہ تاریخ انسانی کا ایک حیرت انگیز واقعہ ہے کہ کس طرح ایک یتیم کا پیغام دنیا کے ایک کونے سے دوسرے سرے تک پہنچا اور سپین سے چین تک پھیلا ۔ اسلام کے اس ہمہ گیر پھیلاؤ کا راز سرور کائناتؐ کی معصوم اور بے داغ نجی اور معاشرتی زندگی میں ہے ۔ یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ محمدؐ کی شخصیت انسانیت کے لئے ایک بہترین نمونہ ہے" (۱۰۰) شکر الحمد للہ کہ مسٹر ادھیار نے بعد میں اسلام قبول کر لیا ۔

جنوبی ہند کے ایک ممتاز بدھ مذہبی رہنما سوامی آنند اپنے ایک تامل مضمون "پیغمبر اعظم ۔ ایک معجزہ" میں لکھتے ہیں :۔

"بدھ مت میں پورے چاند کو نہایت اہمیت حاصل ہے'مہاتما بدھ پورے چاند کی رات ہی پیدا ہوئے تھے ۔ انہوں نے گیان بھی بدر کامل کی رات میں حاصل کیا اور انتقال بھی بدر کامل کی رات ہوا ۔ یہ بدر کامل آسمان پر نظر آتا ہے' لیکن ایک بدر کامل ایسا بھی ہے جو اس دھرتی پر چلتا پھرتا اور بھگوان واشیور کا پیغام پہنچاتا نظر آتا ہے'میرے نزدیک یہ بدر کامل حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں'سورج جو ہمارے سیارے کی زندگی کا اصل منبع ہے اپنی حدت اور گرمائش

سے پریشان کرتا ہے'لیکن بدر کامل انتہائی دلپسند انداز میں اپنا نور پھیلاتا ہے اور لوگوں کے لئے خوشی و طمانیت کا باعث بنتا ہے۔

میرے لئے رسول اقدس کی زندگی اور تعلیمات بدر کامل کی طرح ہیں' دنیا میں بڑے بڑے ریفارمر گذرے ہیں جن کی زندگی کے انداز بھی نہایت دلکش تھے لیکن ان کی تعلیمات زیادہ دیر تک موثر ثابت نہ ہوئیں'اسی طرح بعض نام نہاد ریفارمر ایسے بھی تھے جو آگ کا ایندھن بنے'کیونکہ وہ اخلاقیات سے عاری تھے لیکن رسول مقدسؐ کی زندگی بے داغ بدر کامل کی سی ہے۔ ان کی تعلیمات بھی ٹھنڈک بخشنے والے بدر کامل کی طرح ہیں۔ پیغمبر اعظم کی زندگی اور تعلیمات میں کوئی تضاد نہیں'اس لئے ان کو "انسانیت کے لئے بہترین نمونہ" قرار دیا جاتا ہے۔" (۱۰۱)

نثر نگاروں کے علاوہ غیر مسلم شاعروں نے بھی خلوص و عقیدت کے ساتھ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت سرائی کی ہے اور ان سے نجات و شفاعت طلبی کی امید کا اظہار کیا ہے'بعض غیر مسلم شعرا کے نعتیہ مجموعے بھی ملتے ہیں'ان میں مہاراجا سرکشن پرشاد (متوفی ۱۹۴۰) کا "ہدیہ شاد"۔ دلو رام کوثری (جو بعد میں مسلمان ہو کر کوثر علی کوثری کہلائے) کا "مجموعہ کوثری" (۱۹۲۴) "آب کوثر" (۱۹۲۹) "اسرار اردو" ۔ پنڈت عرش ملسیانی کا "آہنگ حجاز"۔ پچھی نرائن شفیق کا "معراج نامہ"۔ چرن سرن ناز مانک پوری کا مجموعہ "رہبر اعظم" نیز مکھن لال مکھن'منشی شنکر لال ماتی کے نعتیہ مجموعے اردو میں ہیں' جبکہ بعض غیر مسلموں نے ہندی پنجابی' میواتی میں بھی بارہ ماسوں' معراج ناموں اور مولود ناموں کی شکل میں سرورکائنات کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ ہندی میں ودیانند کا مجموعہ "پیغمبر اسلام" رسول اللہ کی منظوم سوانح حیات ہے' جس میں تعلیمات اسلام کو بھی منظوم کیا گیا ہے'یہ کتاب ۱۹۸۳ء میں پستک پرکاشن پٹنہ نے شائع کی ہے اور ڈھائی سو صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس طرح ایک تامل شاعر ولاٹول نے بھی تامل زبان میں منظوم سوانح حیات لکھی ہے۔ ویسے اردو میں نعت کہنے والے غیر مسلم شعرا کی فہرست بہت طویل ہے۔ ان میں پنڈت دیا شنکر نسیم'عزت سنگھ دلیش دہلوی' سندر لال شگفتہ' تلوک چند محروم' آنند نرائن ملا' نریش کمار شاد' جوش ملسیانی' رانا بھگوان داس بھگوان' پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی' پنڈت رگھوناتھ راؤ' پربھودیال مصرا' شیو پرشاد وہبی لکھنوی'درگا سہائے سرور'راجندر بہادر'موج فتح گڑھی' بسمل الہ آبادی' ہری چند اختر' ستیہ پال اختر رضوانی' اندر جیت

تفتہ، شکیل امرتسری، تارا چند تارا لاہوری، ہرگوپال تفتہ، پیارے لال رونق دہلوی، ساحر ہوشیار پوری، پربھودیال عاشق لکھنوی، عرش صہبائی، لالہ لال چند فلک، امر چند قیس جالندھری، مخمور جالندھری، اودھے ناتھ نشتر لکھنوی، کالکا پرشاد، ہیرا نند سوز، جگن ناتھ آزاد، فراق گورکھپوری، گوپی ناتھ امن، سادھو رام آرزو سہارنپوری، کنور مہندر سنگھ بیدی سحر جیسے نامور شعرا بھی شامل ہیں اور بعض ہندو نعت گو تو بہت سے مسلم نعت گوؤں سے بھی بعض معاملوں میں سربلند نظر آتے ہیں کہ ان کی نعتوں میں باطنی دلکشی، فکری راست روی اور حسن عقیدت کا التزام اور سادگی بیان اور ذوق و شوق کی وارفتگی کا دل پذیر اظہار ہے۔

چند نمونے ملاحظہ فرمایئے۔ پربھودیال عاشق لکھنوی کہتے ہیں

بادشاہ دوسرا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
شافع روز جزا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
صدر بزم انبیاء ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
اور محبوب خدا ہے کون؟ کوئی بھی نہیں
میرے آقا کے علاوہ میرے حضرت کے سوا

پنڈت ہری چند اختر یوں مدحت سرا ہیں۔

سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسن کائنات
اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا!!
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا!!!!
"اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا"

جگن ناتھ آزاد خوشیاں مناتے ہیں۔

بشر بن کر جمال اولین (صلی اللہ علیہ وسلم) آئے
متاع صدق لے کر صادق الوعدو امین آئے!!
مبارک ہو زمانے کو کہ ختم المرسلینؐ آئے!!
سحاب زخم بن کر رحمت العالمینؐ آئے!!

عرش ملسیانی گواہی دیتے ہیں۔

نہ قول و عمل میں کوئی فرق مطلق
پیامی سراسر پیام اللہ اللہ ! ! !
یہ ملت کی شیرازہ بندی کا آئین
یہ تنظیم دین کا نظام اللہ اللہ

برج موھن دتاتریہ کیفی کی ایک نعت کا مطلع و مقطع ملاحظہ ہو ۔

ہو شوق نہ کیوں نعت رسول دو سرا کا مضمون ہو عیاں دل میں جو لولاک لما کا
ہے حامی و ممدوح مرا شافع محشر ! کیفی مجھے اب خوف ہے کیا روز جزا کا

دلو رام کوثری کہتے ہیں ۔

کچھ عشق پیمبر میں نہیں شرط مسلمان
ہے کوثری ہندو بھی طلبگار محمدؐ ! ! !

ناز مانک پوری ختم المرسلینؐ کا اقرار کرتے ہیں ۔

یہ آخری اعزاز ہے اس پر نبوت ختم ہے !
اس پر سیاست ختم ہے اس پر شریعت ختم ہے

دامودر زکی ٹھاکور کو دیکھئے کیا تیور ہیں ۔

اپنا سکے نہ گر تو سرکار کے قرینے ! اے بدنصیب جینے، پھر کیوں چلا ہے جینے
سیرت نبی کی یعنی جینے کے ہیں قرینے نقش قدم نبی کے عرش بریں کے زینے

رام پیاری لکھنوی نازاں ہے ۔

کس طرح بدلہ ہو احسان محمدؐ کا ادا ! ! !
عورتیں ان کے قدم کی خاک ہوں تو ہے بجا

رونق دھلوی پر امید ہیں ۔

عفو ہو جائیں گی محشر میں خطائیں ساری
داور حشر کو دوں گا حوالہ تیرا ! ! !

لالہ مدن لال ساحر کہتے ہیں ۔

نہیں ہے خوف کچھ روز جزا کا

وسیلہ ہے مجھے خیر الوریٰ کا

ڈاکٹر انجنا سندھیر آرزو کرتی ہیں ۔

میں بھی آنکھوں سے کبھی گنبد خضرا دیکھوں
آرزو ہے شہر بطحا کا میں روضہ دیکھوں !!
مجھ پر بھی شاہ دو عالم کی نظر ہو جائے
اوج پر اپنے مقدر کا ستارہ دیکھوں !!

اور کنور مہندر سنگھ بیدی سحر کہتے ہیں ۔

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمدؐ پہ اجارہ تو نہیں !!!
خود بخود ان کے تصور سے سنور جاتا ہے !!
ہم نے خود اپنے مقدر کو سنوارا تو نہیں !
محتسب حشر میں مانگے تیرے بندوں سے حساب
تجھ کو محبوبؑ خدا یہ بھی گوارا تو نہیں !!

لالہ بیلی رام کشمیری پر عزم ہیں ۔

آپ ہی محبوب مولا شافع محشر ہیں آپؐ
آپ ہی تسنیم کے مالک ہیں کوثر آپؐ کا
رام کو چاہے زمانہ چھوڑ دے پرواہ نہیں
رام سے لیکن نہ چھوٹے گا نبیؐ در آپؐ کا

لالہ امرناتھ قیس یوں مدحت سرا ہیں ۔

جلوہ فگن خدا کا نور تیری جبین ناز پر !!!
جھک گئے جس کے رو برو دیکھو کافروں کے سر
تو ہی خدا کا آخری دھر میں ہے پیامبر !!!
ترا عمل خدا کا حکم تیرا وطن خدا کا گھر !
صل علیٰ محمد صل علیٰ محمد

پروفیسر تلوک چند محروم کہتے ہیں۔

مبارک پیشوا جس کی ہے شفقت دوست دشمن پر
مبارک پیشرو جس کا ہے سینہ صاف کینے سے !!
انہی اوصاف کی خوشبو ابھی اطراف عالم میں !!
شمیم جانفزا لاتی ہے مکے اور مدینے سے !!

اور گوپی ناتھ امن یوں نعت خواں ہیں۔۔

شفیع امم رحمت عالمین ہے ! ! فقط وہ متاع مسلماں نہیں ہے ! !
نظام کہن کو کیا پارہ پارہ ! ! تری ذات والا نمو آفریں ہے ! !
یہ لڑتے قبیلوں کو کس نے بتایا محبت نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے
جہاں سے سدا نور پھیلا جہاں میں مرے ایشیا کی عجب سرزمیں ہے ! !
ترے میکدے کی رہے خیر ساقی ! !
یہ کاسہ ہے میرا یہ میری جبین ہے

اردو اور ہندی کے علاوہ برصغیر پاک و ہند کی علاقائی زبانوں میں بھی غیر مسلموں نے سرور کائناتؐ کے حضور اپنے اپنے انداز میں خراج عقیدت پیش کیا ہے اور ان کی ذات اور تعلیمات پر قلم اٹھایا ہے۔ مثلاً" سندھی زبان میں لال چند امرو ستمل ڈنو کی "محمد رسول اللہ صلعم عرف حضرت محمد صلعم جی حیاتی وجواحوال" (۱۹۱۰ء) بھرت چند ڈ ئیل مل کی "اسلام جو پیغمبر" (۱۹۳۱ء) امر لعل و ستمل ھنگورانی کی "میر محمد عربی صلعم" (۱۹۴۷ء) اور جیٹھ مل پرسرام کی "پیغمبر اسلام" (۱۹۴۸ء) سیرت رسول کی مستقل کتابیں ہیں، جن میں ہندو مصنفین نے اپنے والہانہ عشق کا اظہار کیا ہے۔

ھاں ! بدقسمتی سے بعض ہندوؤں نے سرور کائناتؐ کی ذات اقدس پر کیچڑ بھی اچھالا ہے، اور اس کا سبب انیسویں صدی کے ربع اول کی شدھی، سنگھٹن کی وہی آریہ سماجی تحریکیں ہیں جن کے باعث انصاف پسند، اور غیر متعصب ہندو سکھ اور دیگر غیر مسلم ابنائے وطن نے حق گوئی سے کام لیتے ہوئے مدحت رسول میں کتابیں اور مضامین لکھے۔ سب و شتم کی اس مذموم مہم کا آغاز اس

خطہ ارض پر آریہ سماجی رہنما سوامی دیانند سرسوتی کی "ستیارتھ پرکاش" سے ہوا بعض محققین کی رائے ہے کہ آریہ سماجی رہنماؤں کی مسلم آزار تحریروں کو برطانوی حکمرانوں کی آشیرباد حاصل تھی' کہ وہ "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی پر کامیابی سے آگے بڑھنا چاہتے تھے اور وہ اپنی اس سازش میں بڑی حد تک کامیاب رہے۔ "ستیارتھ پرکاش" کے چودھویں باب میں رسول عربیؐ کی حیات طیبہ اور ازواج مطہرات پر گستاخانہ تبصرے اور قرآن مجید کی بعض آیات کی ترمیم و تنسیخ پر زور دیا گیا ہے کچھ غیر جانبدار محققین کا خیال ہے کہ ستیارتھ پرکاش کا چودھواں باب سوامی دیانند سرسوتی کا لکھا ہوا نہیں۔ آنجہانی کے زیر انتظام فقط تیرہ باب شائع ہوئے تھے۔ اس شیطانی باب کا اضافہ بعد میں ہوا' جو دراصل مرزا غلام احمد کی آریہ سماجیوں کے بارے میں دریدہ دھنی کا ردعمل تھا'یا شرپسندوں کی شرارت گاندھی جی کہتے ہیں "اس فتنے کا آغاز مرزائی مبلغین نے کیا ہے'جنھوں نے اپنے لٹریچر میں ہندو مذہب کو ہمیشہ نشانہ طنز بنایا۔ سوامی دیانند سرسوتی کو غلیظ گالیاں دیں اور ہندو رسوم پر سفیہانہ تمسخر کیا۔ اس پر بعض نادان آریہ سماجیوں نے انتقاماً" حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین شروع کر دی" (۱۰۲)' آغا شورش کاشمیری نے بھی "تحریک ختم نبوت" کے صفحہ ۲۴ پر اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ قصہ مختصر ۱۹۲۳ء میں اقبال روڈ لاہور کے ایک بدبخت ہندو کتب فروش راجپال نے "رنگیلا رسول" کے نام سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر ایک انتہائی شرمناک اور کذب افترا کتاب لکھی'جو ۹۶ صفحات پر مشتمل تھی'اس کتاب کا علمی رد مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری نے "مقدس رسول" لکھ کر کیا۔ راجپال کی رسوائے زمانہ کتاب کی طرح کی دوسری کتاب جو برصغیر پاک و ہند میں لکھی گئی' اڈھر ناک نامی شخص نے تامل زبان میں لکھی لیکن دونوں ملعونوں کا حشر عبرتناک ہوا۔

حوالہ جات

۱) تاریخ مشائخ چشت جلد پنجم مرتبہ خلیق احمد نظامی صف ۵۸
۲) فتاوی عزیزی جلد اول صف ۱۳۲ ۔ ۱۳۴
۳) بحوالہ مولانا اخلاق حسین قاسمی ماہنامہ روبی دھلی فروری ۱۹۸۸ء صف ۱۳
۴) اگر اب بھی نہ جاگے تو ـــــــــــ نتیجہ فکر مولانا شمس نوید عثمانی مطبوعہ مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور' ۱۹۹۱ء صف ۴۳ ۔ ۴۷
۵) ایضاً" صف ۹۳'
۶) کتاب التیجان فی ملوک حمیر مطبوعہ دائرہ المعارف عثمانیہ حیدر آباد طبع اول صف ۳۷۲
۷) تاریخ تمدن ہند از محمد مجیب مطبوعہ دھلی صف ۵۰۰
۸) ٹائمز آف انڈیا ' جولائی ' اگست ۱۹۳۵ء
۹) As quoted by Griffith in the preface of First Edition of "Hymns of Rigveda"
۱۰) Dubiosin -- Hinda Manners ' Customs and Ceremonies -- p . 174
۱۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "اگر اب بھی نہ جاگے تو ـــــ نتیجہ فکر شمس نوید عثمانی ' صفحہ ۱۳۰ و دیگر ۔
۱۲) رگ وید ' ۱ ۔ ۱۲ ۔ ۱
۱۳) رگ وید ' ۵ ۔ ۳ ۔ ۳
۱۴) رگ وید ' ۳ ۔ ۲۹ ۔ ۳
۱۵) رگ وید ۱ ۔ ۱۳ ۔ ۱۴
۱۶) رگ وید ' ۱ ۔ ۴۴ ۔ ۱۱
۱۷) رگ وید ۔ ۳۶ ۔ ۱۹
۱۸) اتھرو وید ' ۲۰ ۔ ۱۲۷ ۔ ۱ تا ۳
۱۹) بحوالہ سنسکرت انگلش لیکسین از مونیئر ولیمز
۲۰) اتھرو وید ۔ ۲۰ ۔ ۱۲۷' ۴ نیز ملاحظہ ہو قرآن مجید کا ارشاد "اے پیغمبر! ہم نے تمہیں خیرکثیر عطا کیا ہے' پس اس کے شکریہ میں اپنے رب کی نماز پڑھو اور اسی کے نام کی قربانی کرو" (القرآن ۔ ۱۰۸ ۔ ۱ تا ۳)
۲۱) القرآن ۔ ۳۳ ۔ ۲۳
۲۲) القرآن ۔ ۳۳ ۔ ۲۴
۲۳) رگ وید ۔ ۱ ۔ ۵۳ ۔ ۶
۲۴) القرآن ' ۳۳ ۔ ۹
۲۵) کتاب استثناء باب ۳۳ آیت ۱
۲۶) غزل الغزلات ' باب ۵

۲۷) رگ وید ـ ۸ ـ ۹۶ ـ ۱۳ تا ۱۵ سام وید ـ ۳ ـ ۱۰ ـ ۱
اتھروید ـ ۲۰ ـ ۱۳۷ ـ ۷ تا ۹

۲۸) یجروید ۳۱ ـ ۱۸

۲۹) رگ وید ' ۸ ـ ۶

۳۰) رگ وید ۸ ـ ۹ ' ۱۰

۳۱) رگ وید ـ ۱ ـ ۱۳ ـ ۳

۳۲) رگ وید ـ ۱ ـ ۱۸ ـ ۹

۳۳) رگ وید ' ۱ ـ ۱۰۶ ـ ۴ ' ویدوں کے انگریزی مترجم گرتھ نے اسی منتر کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نرا شنس اگنی کا ایک پر اسرار نام ہے۔

۳۴) سام وید ـ ۲ ـ ۶ تا ۸

۳۵) اتھرو وید ' ۲۰ ـ ۱۲۷

۳۶) اتھرو وید ' ۲۰ ـ ۱۲۷ ـ ۱۷

۳۷) اتھرو وید ' ۲۰ ـ ۱۲۷ ـ ۱۱ ' قرآن مجید کی سورہ مدثر کے الفاظ پر بھی غور کیجئے

۳۸) رگ وید ' ۳ ـ ۲۹ ـ ۱۱ ویدوں کے انگریزی مترجم گر تھ نے ماتریشوا کو سب سے پر اسرار لفظ قرار دیا ہے۔

۳۹) رگ وید ' ۱۰ ـ ۴۵ ـ ۱

۴۰) رگ وید ' ۱۰ ـ ۴۵ ـ ۲

۴۱) اگر اب بھی نہ جاگے تو ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ نتیجہ فکر شمس نوید عثانی صفحہ ۱۳۲

۴۲) تاریخ تمدن ہند از محمد مجیب صفحہ ۵۰

۴۳) بھوشیہ پران' پرتی سرگ' پرو ۳ ـ ۳ ' ۳ ' ۵ ـ ۸ مطبوعہ و نیکٹیشوار پریس بمبئی' یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے لفظ محامد استعمال کیا گیا ہے۔

۴۴) بھوشیہ پران ' پرتی سرگ ' پرو ۳ ـ ۳ ' ۲۰ ـ ۲۵

۴۵) جگت گرو از مولانا صدیق دیندار مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ ص ۲۰

۴۶) لِنگ بہادروں کا دسواں اسکند (سرت وسا ا سکنت) بحوالہ پیغمبر اعظم جلد اول از مولانا طاہر حسن امروہی

۴۷) مہا بھارت شانتی پرواد ھانیہ' ۳۴۰

۴۸) جگت گرو' صفحہ ۲۱ ـ ۲۲

۴۹) راماین حاشیہ پربھاکا' گوسائیں تلسی داس بحوالہ پیغمبر اعظم جلد اول مولانا امیر حسن امروہی

۵۰) کلکی اوتار اور محمد صاحب ' پنڈت وید پرکاش جی صفحہ ۱۸

۵۱) Gospels of Bhudda by Carus P- 217

۵۲) مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ' از چوہدری غلام رسول لاہور' ۲۶۶

۵۳) جنم ساکھی' بھائی بالا' نواں ایڈیشن صفحہ ۱۴۲

۵۴) حنیف بالا صفحہ ۲۹، مانک پربھو کی تعلیمات پر مبنی کتاب، مانک پربھو کی گدی ہمنا آباد کے علاقہ مانک نگر میں ہے اور لاکھوں برہمن آج بھی ان کے معتقد ہیں۔
۵۵) اقتباس بشکریہ Radiance دہلی شمارہ ۲۸ جون ۱۹۹۴ء صفحہ ۵
۵۶) اردو میں سوانح نگاری از ڈاکٹر سید شاہ علی ص ۲۴۲، ۲۴۳
۵۷) سرور کونینؐ۔ اغیار کی نظر میں، مرتبہ بشیر احمد سید مطبوعہ گوجرانولہ ص ٦
۵۸) رسولؐ عربی از جی ایس دارا مجلس اردو لاہور، ۱۹۴۱ء ص ۱۱
۵۹) عرب کا چاند از سوامی لکشمن پرشاد مطبوعہ مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور، ص ۴
۶۰) ایضاً" صفحہ ۲
۶۱) ایضاً" صفحہ ۱۱
۶۲) ایضاً" صفحہ ۲۲
۶۳) ایضاً" صفحہ ۲۳
۶۴) ایضاً" صفحہ ۲٦
۶۵) ایضاً" صفحہ ۲۷
۶۶) ایضاً" صفحہ ۳۰
۶۷) ایضاً" صفحہ ۲۹
۶۸) ایضاً" صفحہ ۳۰
۶۹) اردو نثر میں سیرت رسولؐ، ڈاکٹر انور محمود خالد، لاہور ص ۴۹۰
۷۰) ایضاً" صفحہ ۴۸
۷۱) عرب کا چاند، سوامی لکشمن پرشاد جی، لاہور صفحہ ۴۷
۷۲) ایضاً" صفحہ ۳۶۱
۷۳) ایضاً" صفحہ ۴۱۴
۷۴) حضرت محمد صلعم بانی اسلام از شردھے پرکاش دیو جی، لاہور طبع سوم ۱۹۱۰ صفحہ ۵
۷۵) ایضاً" صفحہ ٦
۷۶) ایضاً" صفحہ ۷
۷۷) ایضاً" صفحہ ۴
۷۸) ایضاً" صفحہ ۱۳۳
۷۹) بانی اسلام، شردھے پرکاش دیو، مکتبہ شاہکار لاہور، ۱۹۷۹ء ص ۲ (شاہکاریہ)
۸۰) بانی اسلام، شردھے پرکاش دیو مطبوعہ نو کشور، لاہور، ۱۹۱۰ طبع سوم ص ۱۳۴
۸۱) ایضاً" صفحہ ۱۳۵، ۱۳٦
۸۲) ایضاً" صفحہ ۹۳